

he DAYAL MONTHLY

جلد ۳ - مئی جون ۱۹۷۸ء شماره (۳/۳)

سنت مات کا پہلا استھان

Sant mat ka pahla isthan

پریم دیال پریم سنت فقیر چند جی ہمارا جی کے ست سنگ کے پن انمول

چہرشی شیو برت لال جی ہمارا جی ایم ای بی بی ڈی پی ایچ ڈی

پریم دیال پریم سنت فقیر چند جی ہمارا جی ہوشیار پور پنجاب

پریم دیال رشی دت جی بواشرما التخلص میرٹھاں ڈہلی

ایڈیٹوریل پبلشرز ————— آنڈر ڈرافٹ دیال آنند

پرکاشک شیو سامتیہ پرکاشن منڈل سکندریا آباد اے پی

مقام اشاعت :- خلائی گورہ - ۱ - ۳ - ۱

طباعت - دائرہ پریس چھپتہ بازار حیدر آباد اے پی

گورو کے چرن کملوں میں بندنا

بھاگ جگا گورو پورا پاپا
اب پایا بھسے ماوے کیوں
کال کرم کا بندھن کٹ گیا
موہ جال پھیلاوے کیوں
دھنیه دھنیه گورو تیری لیلیا
گن گن گن کر ہر شاتا ہوں
تیرے چرن کمل میں آکر
جیو رہنل کہیں جاوے کیوں
تو ہے میرا میں ہوں تیرا
میرا تیرا ہے بیوہار
پر مارتھ کا بھید پٹا جب
جگ پر پنج بھٹکاوے کیوں

تو ہے سِندھ بوند میں تیرا
 بوند سِندھ سے الگ ہے کب
 سِندھ بوند ہے بوند سِندھ ہے
 اس کو کوئی بلگا وے کیوں
 رادھا سوامی ست گورو داتا
 سر پر ہاتھ رہے تیرا
 میرا ہاتھ چرن پر تیرے
 آند ہاتھ ہٹا وے کیوں



ذات میں انسان کے
 ہے ذات اور صفت کی خوبیاں
 ہو کوئی انسان تو اس پر
 خوبیاں سب ہو عیاں
 جاگتے ہیں سوتے ہیں اور
 دیکھتے ہیں خواب روز
 ہے انھیں میں فرحت و اندوہ
 و غفلت سانح و سورج

ان کے مزد سے بچتے رہنا
مردمی کا کام ہے
وہ بچے گا جس کے لب پر
ست گوردو کا نام ہے



پیرو دیال حضور برہمنی دت جی بواشرما۔ دہلی

کے

ست سنگ کے بیجن نظم میں

نام گمنامی میں ہے اور بے نشانی میں نشان
ظرفیت بے ظرف کے ہے۔ لازمانی میں زماں
چلتا ہوں بے پاؤں کے۔ طے کرتا ہوں دشت و فنا
ہے نظر بے نظری میں۔ بے زبانی میں زباں

عقل بے عقلی میں ہے۔ اور بے دلی میں دل میرا
 ہو گئے نظروں سے اوجھل۔ ایک قلم دونوں جہاں
 جس جگہ ہے گھر میرا۔ تم میرے امر محال
 بات سچی کہہ رہا ہوں۔ لامکانی میں مکاں
 گمراہی میں راستہ۔ طے کرتا ہوں میں رات دن
 رہبری ماور رہبروی۔ آسان وہی ہیں بے گماں
 کیا پتہ اپنا بتاؤں۔ کون ہوں اور کیا ہوں میں
 بے سرو ساماں میں ہوں۔ میں یہاں شاہ جہاں
 ہے اگر خواہش کے مجھکو۔ دیکھو میرے گھر میں تم
 آؤ میرے ساتھ پھر۔ میں لے چلوں تم کو وہاں
 فوق تحت اور وسط کار رہتا نہیں وہم و خیال

ہے زوہاں معدوم بالکل۔ یہہ زمین و آسماں
 عالم مستی ہے مستی میں ہے۔ مستی کا سرور
 جامِ مستی کا پلاتا ہے۔ عجب پیرِ مُنغاں



راچھیا نے ناپِچ نچا یا

اندرنا چے باہرنا چے۔ ناپِچ ناپِچ بھرمایا

کوٹی جنم ناچت بیتے ناپِچ کا انت نہ پایا

جاگرت ناچے سپن ناچے شیشتی گلے لپٹایا

موت میں بھی پیچھانہ چھوڑے بہر جنم دھرایا

بھکتی۔ شکتی حکیتی ناچے گیان دھیان درسایا

یوگی بھوگی روگی ناچے ناپِچ ناپِچ اکلا یا

روپ اروپ کو روپ ناچے نا ناروپ بتایا
 جیو پھنساے اور لہجھاے انگ انگ لے کھایا
 دیا ہر سے سمجھ جو آئی زادو روست پٹایا
 نکلتے کی کوئی بدھی نہ پاوے۔ اُکلا۔ اُکلا۔ اُکھلایا
 جب تپِ سخن کہ کہ سب نے شرناگت درٹھایا
 مرے ہوئے مردے کو مارے مایا۔ مایا۔ مایا
 جنم جنمانتر اس اچھیا نے رول رول رلایا
 جنم مرن دکھ سکھ کاشٹ دے دے کر دکھایا
 شکٹ پر شکٹ سہہ کر جیو سمجھ نہ پایا
 واہ۔ واہ۔ واہ تیری رچنا تیری ادبھت مایا
 سب میں تری نظر نہ آوے ادبھت مایا چھایا

مردہ کو زندہ کر کے راجھیا نے دکھا یا
 سانچ کہوں دل کی بتیاں۔ مجرم مجرم مجرم مایا
 مونیج مالک بن رہے منشیہ گھبرا یا



یاد کیا ہوا ہی ہے یاد دلاتا
 بھلا یا سب کچھ رنج گھر پہنچا یا
 خیال دل ہی بھلانا ہے مشکل
 بار بار خیال میں آتا

جاگرت میں بھلے دبا لے
 دیا ہوا سپن میں آتا
 ہے بے بس لا چار ہو
 شرناگت ہو سہر نو اتا



موج مالک کے سوا دوسرا سہ نہیں
 موج کا موجی کبھی دنیا میں پھنستا نہیں
 زندگی گزارنے کی اس کی تیرالی شان ہے
 موج پر ہے ہر سیمہ خود کو خود کستا نہیں
 شان ہے بے شافی میں دھیان ہے بے دھیانی میں
 نہ خوشی نہ غمی روتا اور منتا نہیں
 ختم کہ نامحاملہ موج مالک کہہ کہہ ۵۰

مال و دولت اس جہاں کا نظارہ میں جیتتا نہیں
 موزح مالک موزح مالک کہہ کے گزارے دن
 سانپ ترشناموہ کا اس کو پھر ڈنتا نہیں
 کیا سمجھ سمجھے گی سمجھ سے جو بالاتر
 گذر گا ہے عام میں سودا بھی ستا نہیں
 سب کچھ تیرے پاس ہو اور تیرا کچھ نہ ہو
 ہوتا ہوا بھی زمین پر بستا نہیں
 زندہ کہوں یا مردہ کہوں بہتر یہی ہے چپ رہوں
 تیز گام سوئے منزل قدم آہستہ نہیں
 جینے دیا جی لیا مار دیا مر گئے
 زندین میں رہتا ہوا دوزخ میں پستا نہیں
 جاگرت سپین شیشی موت تک میں باسنا

مالک ہی بخشے تو بخشے اور کوئی راستہ نہیں
 مرنہ چاہے چھینے جی شوق سے آئے ادھر
 ہر کوئی چہا سکے آپیں چھینے خستہ نہیں
 جس کو دے وہی لے بات بہت مختصر
 پن لئے ہوتا شائستہ نہیں
 کسی بھی دھیان میں گروھیان ہوگا
 تو آنے جانے کا ہی سامان ہوگا
 لاکھ چپ تپ کوئی دھیان کرے
 دکھ سکھ کا پھر بھی مہان ہوگا
 نہ ہوانہ ہوگانہ ہے غیر کوئی
 دل کے آگے دل کا ہی بیان ہوگا
 کون بولے اپنے ہی دل آگے جھوٹ

بہشت دوزخ کا دل سے چالان ہوگا
 نہ غدار نہ درد و فسر یاد
 غضب ہے بیان بے بیان ہوگا
 ڈرو۔ ڈرو۔ ڈرو اپنے ہی کرموں سے ڈرو
 کچھ عجب طرح کا بعد مرگ حیران ہوگا
 موح ہوگی تب ہی۔ دراصل
 انسان کا سب کچھ جب ایمان ہوگا



ہر جولی نس پریم دیال پریم سنت فیکر چند جی مہاراج

ست سنگ کے بیکن انمول

۶۲۳/اگست ۶۲۹

ماہنامہ مندر ہوشیار پور پنجاب

سُن ری سکھی تو ہے بھیڑ بتاؤں
پر تم استھان کھول کر گھاؤں
سہس دل کنوں نام سُناؤں
جوت نر بجن پاس لکھاؤں
کر ساتین لوک یہ مٹھاؤں
وید چاران رچے جٹاؤں
برہما دشتو مہا دیو تینوں
پیترا انھیں کے ہیں چینیوں
نکل وراث رچا ان مل کے
جون گھیر لیا ان پیل کے

جال بچھایا جگ میں بھاری
 ان کی پوجا جو سنھاری
 پھنے جال میں پیچھے کرم میں
 دھوکہ کھایا پڑے بھرم میں
 اب جو ان کو کوئی سمجھا دے
 ست پڑن کا بھید لکھا دے
 تو نہیں مائیں جسگرہ اٹھائیں
 پشیمات کر ڈھنگ نہیں آدے
 پاتے میں تو کو سمجھا وں
 یہ سب ٹھگ کھل کر جتاوں
 ان کے مارگ تو مت جاے
 تو سنتن کی شرن سماے
 ست گورو کہیں سو تو تم مانو
 ان کا بیچن کر پر مانو
 راہ رکانا دیوں درسائی
 پتہ بھید اب کہوں جنائی
 من اور سرت جما دتل پر
 گھیر گھر گھٹ آد پل کر

بڑھو کھڑکی دیکھو جو کا
 چت نکاؤ راگھو روکا
 پچھر نگ پھلواری بڑھو
 دیب دان گھٹ بھینتر پرگھو
 کوئی دن ایسی لیل دیکھو
 نیل چکر تا آگے پیکھو
 پرہ پریم بل تا کو پھوڑو
 جوت رہا روہ من کو موڑو
 اٹھ گھنٹہ سن سن رہ بھو
 سنگھ بجارو رس میں بھو
 یہ پہلا استھان بتایا
 رادھا سوامی برن سنایا

رادھا سوامی

میں اپنی آتما سے پوچھتا ہوں! تو اپنی زندگی کا تجربہ
 بتا! دیکھو دوستو! میں اشانت تھا۔ دکھی تھا۔ اس وقت
 تو پتہ نہیں تھا۔ کہ میں کیوں دکھی ہوں۔ اب پتہ لگا کہ میں
 کیوں دکھی اور اشانت تھا تو پورا بھی نہیں گیا۔ سچی بات کہتا ہوں

مگر وشوا اس ہے کہ انسان کو دکھ کیوں ہوتا ہے اس کے من کی ورتی جب کسی جگہ لگی ہوتی ہے جب وہ زبردستی ہٹ جاتی ہے یا کوئی ٹھا دیتا ہے وہ دکھ محسوس کرتا ہے ورتی کا کسی جگہ ٹیک جانا سکھ ہے وہاں سے ہٹ جانا دکھ ہے۔

مجھ پر تو داتا دیاں جی مانے دیا کر دی۔ راز سمجھ میں آ گیا جو راز مجھ کو سمجھ میں آیا ہے دنیا اس کو سمجھ نہیں سکتی۔ اگر سمجھ بھی جائے تو اس پر ٹھہرنا بڑا مشکل ہے۔ مجھے زندگی میں کیا راز ملا ہے صرف اس ایک خیال نے کہ میں کسی کے اتر نہیں جانا میری آنکھیں کھول دیں میں اپنی ورتی کو جہاں بھی لگاتا تھا وہاں سے اس کا اٹھنا لازمی امر تھا یا اپنے آپ اٹھ جاتی یا جس کے ساتھ جس خیال کے ساتھ جس روپ کے ساتھ میں نے من کی ورتی جوڑی تھی وہ ختم ہو جاتی۔ ساری ورتیاں کسی جگہ نہیں لگتی۔ بلکہ صرف ورتی اپنے ہی ذات میں جب آپ ٹھہر جاتی وہاں شانتی ہے وہاں سکھ ہے دکھ سکھ کب ختم ہو جاتا ہے؟ جب ہمارے اتر کی ورتیاں کسی جگہ ٹھہریں گی نہیں۔ جب تک یہہ کسی جگہ ٹھہریں گی یا جہاں تم نے ان کو ٹھہرایا ہے یا تو تمہاری پر کرتی تم کو وہاں سے خود بخود ہٹا دے گی یا جہاں تم نے ورتی کو لگا یا ہے وہ ختم ہو جائے گی کیوں ختم ہوتی ہے؟ سوانی جی جہاں اس سوال کا جواب اوپر کے شیر میں دے ہیں۔

سوامی جی ہمارا ج کا اپنا کیا بھاد ہے میں اُسے نہیں جانتا۔
کس بھاد کو لے کر یہ بانی نکھی گئی ہے مجھے نہیں پتا! میں جو کچھ کہتا
ہوں وہ میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے میں دکھی تھا۔ کبھی رام کو پوجتا
کبھی کرشن کو پوجتا۔ کبھی کچھ کرتا۔ کبھی کچھ کرتا۔ کبھی سنار میں پختا
تو پھر وہاں سے اٹھان ہو جاتا۔ پھر اُشانتی آتی۔ سوامی جی ہمارا ج
ان کو کہتے ہیں جو دائمی سکھ جانتے ہیں۔ میں اپنی آتما سے پوچھتا ہوں
کیا تجھ کو دائمی سکھ مل گیا ہے میں جھوٹ نہیں بولتا۔ اس سنار
کے انتر ان مئے کوش۔ پر ان مئے کوش۔ منو مئے کوش دو گیان مئے
کوش اور آند مئے کوش ہیں۔ ان میں دائمی سکھ اور شانتی نہیں
ہے میں اپنا انو بھو کہہ رہا ہوں۔ مجھ کو ان کوشوں میں شانتی
نہیں ملتی تھی۔ تب ہی تو میں ایسا کہتا ہوں میں ابھی اسی ہوں۔
سنار میں گرہستوں کی طرح وچرتا ہوں۔ میں اب محوس کرتا
ہوں کہ سنتوں نے بانی کو روچک بنایا ہے۔ یتھارتھ نہیں کہا۔
اگر وہ یتھارتھ کہہ دیتے تو جو تڑو چھوڑ دیتے۔ محنت چھوڑ
دیتے۔ وہ ہزاں ہو جاتے۔ روچک پنے میں ایک قسم کی آکرش
شکلی ہے جو کوش کرتے رہتے ہیں یہی بانی تم۔ بھی پر بھی ہے
پانچ اٹھانوں کا خاکہ ہے۔ پانچ ناموں۔ پانچ کوشوں اور پانچ
سنتوں کا ذکر سمجھ لو۔ میں نمبر کھودی۔ ان درجوں میں گزرا ہوں

اور اب بھی گزرتا جاتا ہوں۔ اب یہ عمل میرے لئے آسان ہو گیا۔
 یہ جیتنے سے دل کنول تر کٹی۔ سن۔ مہا سن۔ مہنور گنھا وغیرہ میں
 یہ ایک خواب کی حالت ہے۔ سینا دیکھنا ہے یہہ سوکشم پر کرتی کا کھیل
 ہے مگر جیوں کو اگیان کے کارن یہہ سینا محوس نہیں تاجب تک
 وہ ان کا تخر یہ نہ کریں گے یہہ انو بھونہ ہوگا۔ میں نے انو بھو کر لیا
 ہے۔ اودا اصلیت کیا ہے جان گیا ہوں۔

اصلیت کیا ہے ؟ اس کو سمجھنے کے مستحق وہ ہیں جو سکھ
 اور دھرمی شناختی چاہتے ہیں۔ جو لوگ مذہبوں اور پنتھوں میں
 پھنسے ہوئے ہیں۔ جو کسی پنتھ کے کسی مذہب کے ٹیکے ہیں۔ جو
 رادھا سوامی پنتھ کے ٹیکے ہیں۔ وہ جو رادھا سوامی مت کے ہیں
 اور پانچ ناموں کی ٹیکے میں آئے ہوئے ہیں۔ پانچ ناموں کے
 سوائے اگر ان کو کوئی دوسرا نام بتایا جائے اور یہ بات کہی
 جائے وہ سننے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ ان کو ٹیکے آگئی ہے۔
 فقیر چند کی ٹیکے ست گورو کی ٹیکے۔ ست گورو نام ہے سچے
 گیان کا سچائی کی ٹیکے جس میں نہیں ہے سچائی کیا ہے۔ کیوں
 جگیا سووں کو سچائی جاتے ولے ادھکا ریلوں کے لئے یہ بات
 ہے۔ سوامی جی جہاداج کہتے ہیں اے اشرت میں تم کو پہلے درجہ
 کی اوستھا یعنی ان سے کوش کی یا سہس دل کنول کی بات

بتاتا ہوں ۔
 سن ری سکی تو ہے بھید بتاؤں
 پر تمہم استخوان کھول کر گاؤں
 گورومت کو ان پنہتہ والوں نے رادھا سوامی
 مت والوں نے بالکل نہیں سمجھا۔ گورو وہ ہے جو بھید
 بتاتا ہے راز بتاتا ہے۔ دنیا کو راز یا بھید کے سمجھنے کی
 ضرورت نہیں ہے وہ صرف گوروؤں کے شہرہ کو جیسا
 مارتی ہے۔ کیا جو قصور والے ہیں ؟ میں نہیں سمجھتا جیوؤں
 کا کوئی قصور ہے۔ میں بھی جیو رہا ہوں۔ اب بھی جیو ہونا
 رہتا ہوں۔ یہ من ہے اس کو سمجھنا جانا اور اس سے نکل
 جانا ایک جہاں کٹھن کام ہے۔ میں اتنی اونچی اتھتی کا
 انو بھو کرنے کے بعد بھی جب ست گورو کو بھول جاتا ہوں تو یہ
 جو میرا ہی من ہے مجھے ایسا مار مارتا ہے کہ کچھ دیر کے بعد پھر
 مجھے ہوش آتی ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں۔ بات بہت سونگم
 ہے میں غلطی جیون کا سبق بتا رہا ہوں۔

جب تک کسی کو بھید نہیں ملتا۔ راز نہیں ملتا۔ وہ سمجھ نہیں
 ملتی لاکھ کوئی کوشش کرے کہ شانتی ملے۔ نہیں مل سکتی۔ سوامی
 جی جہاراج پہلی اسٹیج کا ذکر کرتے ہیں۔

سہس دل کنول نام سناؤں
جوت رز بنج باس لکھاؤں

یہ بھید ہے راز ہے۔ وہ فرماتے ہیں اے! مہر شاہ! تیری اشانتی کا کارن کیا ہے؟ تیرے من کے انتر جو ایک قسم کے خیالات اٹھتے رہتے ہیں وہ چار اٹھتے رہتے ہیں تو ان میں پھنسا ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان وہ چار دل کو کون پیدا کرتا ہے؟ مذہب کو چھوڑ دو موجودہ دیکھنا کو لو۔ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے کیا اس کے انتر اس کے من کے خیالات ہوتے ہیں؟ کیا وہ سنگھب کو تاپا ہے؟ اگر کرتا ہوتا تو جب وہ پیدا ہوتا ہے اس کو پیٹ میں رہنے کچھ وقت میں جو اس کی حالت یا خیالات ہوتے ہیں ان کا پس کو بچہ نہ کچھ کیا ہی ہونا چاہئے تھا۔ مگر نہیں ہوتا۔ پیٹ میں جب بچہ آتا ہے اس وقت من بنتا ہے جسے پس کا شہریہ میں جانا ہے۔ اس کے انتر میں اس کا کوئی اور شکل آتی ہے۔ وہ سورج کی کرن سے آتی ہے، جب انسان اپنے انتر میں رہتا ہے اس کے انتر میں اس کے شہریہ دھارن کرنے کی دلچسپی خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ چار بھرتے ہیں وہ چار کون اٹھاتا ہے؟ اس کا بچہ جوئی شہریہ من سے جو اس کا

اینا من وہ جب اس میں آتا ہے تب یہ دچار پیدا ہوتے ہیں کہ
سناں کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ جوتی سرپ جس کو جوت نوبن
کہتے ہیں اگر تم جوتی سرپ نہ بھی کہو تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ نور
ہے جس نور سے یہ وراث استحول مادہ سارا پیدا ہوتا ہے۔

کرتائین لوک یہ مٹاؤں

وید چار ان رچے جنوں

کیونکہ اس کے انتر سے تزوکی بنتی ہے جاگرت سپن اور
سوشیتتی بنتی ہے جاگرت میں بھی دچار کام کرتے ہیں سوپن میں
بھی دچار کام کرتے ہیں۔ سوشیتتا میں دچار اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

یہ جو ہمارا من ہے ایک نو وراث باہر کا ہے ایک ہمارے انتر کا ہے
آدمی اپنے انتر کے وراث کو سمجھ کر باہر کے وراث کا انومان لگا
سکتا ہے ہمارے ریشوں نے تمام سیاروں کی گردشوں کا ذکر کیا ہے
اپنے انتر ہی میں بیٹھ کے کیانا لوک لوکانتر میں جا کے تو نہیں کیا
ہمارے جسم کا تعلق باہر کے لوک کے ساتھ ہے جب ہماری ورتی ہمارے
انتر میں اکٹھی ہو جاتی ہے اگر وہ گہری ہو جائے تو باہر کے لوکوں
کا کیا حاصل ہو سکتے ہیں

من کے انتر میں پید ہوتی ہیں ایک پھرنا پیدا ہوتی
ہے وہ پھرنا کچھ سمیہ تک رہتی ہے پھر وہ پھرنا مٹتا ہو جاتی ہے ان

تینوں حالتوں کا نام برہما دشنو ہمیش رکھا ہوا ہے برہما دشنو ہمیش
کا تعلق اس وراث پُرش کے ساتھ ہے جو رچنا کرتا ہے۔ یہی
یوگ و ششٹ لکھا ہے سارا لوگ و ششٹ صرت اس سنکلب
کی دنیا کا ایک نمونہ ہے۔ سوای جی جہاراج دزناتے ہیں ے

برہما دشنو جہا دیو تینوں

پتر اخص کے ہیں یہہ جنیو

پتر پتا سے ہی پیدا ہوتا ہے اس لئے برہما دشنو

ہمیشہ رکھتی تھو پ کا پتر کہا گیا ہے یہ تینوں ہی ہر وقت
ہمارے جسم کے اندر رہتے ہیں۔ من میں اچھا اوتھتی ہے۔

سنکلب اٹھتا ہے اس میں کھیل کھیلے ہیں پھر وہ سنکلب

ناش ہو جاتا ہے یہی رچنا ہمارے شریر میں جو میں گنڈ چلتی

رتی ہے جو آدی اپنے سنکلب کے اندر اس کی آنتی اوتھا یعنی

برہما پنے میں اس کے استھتی اوتھا یعنی ہڑا کی حالت میں

دشنو پنے میں اس کی ناش اوتھا۔ یعنی شیو پنے میں ہمیشہ

رہے گا وہ اس شانتی کو تسکین کو کبھی پا نہیں سکتا۔ تم خور دیکھو

پٹھے ہو سنکلب اوتھتے ہیں اوتھتے رہتے ہیں ان سنکلبوں

کی پھر نامیں تم آندھی لیتے ہو۔ اور جب وہ ٹوٹ جاتے ہیں

تو پھر دکھی بھی ہوتے ہو۔ اس لئے جو لوگ برہما دشنو ہمیش کے

بجاری ہیں اور اس راز سے بھید سے نادانف میں یعنی
 جب تک وہ اس من کے چکر میں یعنی اُپتی اُپتی اور پرلے کے
 جھاڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں وہ شانہ کو حاصل نہیں کر سکتے۔
 ہند قوم برہما دشمن اور ہیش کو پوجتی ہے اور جو جنابھی چاہئے۔
 پوجا کرنے کے معنی میں کسی چیز سے تعلق پیدا کرنا اس کی عزت
 کرنا۔ اس سنار میں اس ہماری رچنا کے سلسلہ میں اگو کوئی شخص
 اپنے سنگھ کے ساتھ دوڑتا نہیں رکھتا وہ اس دنیا میں
 کامیاب نہیں ہو سکتا اس کی دنیاوی زندگی کبھی بن نہیں سکتی
 سنار کے یوہار کی۔ اس لئے ریشوں نے اُن کی پوجا کا بھی راج
 رکھا ہے۔ کھوں؟ سنار سارا کا سارا اس من کے چکر سے
 نہیں نکل سکتا تاہی نکلنا چاہتا۔ وہ تو سمجھتا ہے کہ من کے چکر
 میں ہی دنیا کی بہتری چاہتا ہے۔ مہار سنگھ ہی تمہارے
 شایرک۔ مانسک اور آتیک بہتری کا سبب ہے۔ اس سنگھ
 میں تین طاقتیں ہوتی ہیں۔ برہما دشمن اور ہمیشور۔ اُپتی۔
 اُپتی۔ پرلے۔

انسان زندگی گزارتے ہوئے اگر برہما دشمن ہمیشور کی پوجا
 نہیں کرتا تو وہ کبھی بھی سکھی نہیں رہ سکتا۔ سوامی جی جہاراج
 کا مہا و کیا تھا وہ ہی جانتے ہوں گے۔ میں نے جو سمجھا ہے وہ یہ

ہے کہ وہ اس طرح جو کھنڈن کئے ہیں جیوں کی نظر اونچی کر کے
 دائمی سکھ کی طرف اشارہ کئے ہیں ان کا اس کھنڈن سے مقصد
 یہ تھا کہ جیو دائمی سکھ اور شانتی کے طرف رجوع ہوں۔ اپنے
 رخ گھو جانے کے لئے اس بھید کو سمجھ لیں۔ یہی بات ہندوؤں کی ہے۔ شانت
 بھی کہتے ہیں کہ اس ترگنا تک جگت میں دائمی سکھ نہیں ہے
 میرا اپنا طرز بیان ہے میں نہ کھنڈن کرتا ہوں اور نہ کھنڈن کرتا
 ہوں۔ اپنی اپنی جگہ پر ہر چیز کی ضرورت ہے رادھا سوامی مت
 کا تعلق کیوں نروان سے موش سے یا اپنے رخ گھو جانے سے ہے
 یہ آج کل کے رادھا سوامی اگر اپنی نادانی سے غلط کھنڈن کرتے
 ہیں دو مردوں کا دل دکھاتے ہیں وہ سمجھیں۔ غور کریں کہ یہ خود
 جو کھنڈن کرتے ہیں من کے چکر سے نکلے ہوئے ہیں یہ خود
 پھنسنے ہوئے ہیں برہما دشنو اور ہمیش میں۔ اے انسان! اس
 جیون میں غمہارا اگر کوئی مددگار ہے تو اس شری کے انترتو اس کو
 برہما دشنو اور ہمیش میں ڈھونڈنے۔ راز سے واقف ہو جا۔
 بھید کو جان لے۔ ہمارا جسم آبتی استھلی اور پرکے بغیر
 نہیں رہ سکتا۔ مگر اس جسم میں کیوں ہوتے ہوئے ہم دکھ اور سکھ سے
 بچ نہیں سکتے۔ برہما دشنو ہمیشور عمود ان دکھوں سے ہمیں
 بچ سکے، اتھماں پڑھو۔ میں ریڈیو پر سنا کرتا ہوں۔ ”مجھو راز سے“

بھنڈا لوی یا بھولار سے بھنڈاری " ایسے شہد گاتے ہیں بھسما سورا کشش کا نام لیتے ہیں۔ اس راکشش نے تپ کیا۔ شیوجی نے بڑے دیا کہ وہ جس کے سر پر ہاتھ رکھیں گا وہ بھسم ہو جائے گا۔ بھسما سورا کشش نے شیوجی کے سر پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی کہ یہ بھسم ہو جائے تو پاروتی کو سنبھال لوں۔ شیوجی ڈر سے بھاگے۔ پورا نوں میں لکھا ہوا ہے ہندو شاشتر نے کہا یوں کے روپ میں ہم کو گیان دیا ہے دستو جہاراج آئے۔ انہوں نے موہنی روپ دھارن کر کے اس راکشش کو اپنے ساتھ ناپ چایا اور اس کا ہاتھ اسی کے سر پر آئے ایسی ترکیب کی جو کامیاب ہوگی بھسما سورا کشش دستو بھنگد ان کے موہنی روپ سے بھسم ہو گیا۔

یہ ثبوت ہے ہندو قوم کی یہ فلاسفی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ہندو قوم نے حین طرز بیان سے کام لیا وہ اس وقت کے لئے موزوں تھا۔ قدیم زمانہ میں مانو جاتی کی بدھتی اتنی سوکھت نہیں تھی۔ اب بدھتی توتو بڑھ گیا ہے یہہ بدھ اوتار کا زمانہ ہے۔ دراہ اوتار گیا۔ کچھ اوتار گیا۔ نرسنگھ۔ رام۔ کرشن اوتار کا زمانہ گذر گیا اب بدھ اوتار کا ایک ہے جب تک بدھتی کو تم ساتھ نہیں لوگے بات کو سمجھنے کی کوشش نہ کروگے اس لکھ میں بدھ اوتار کے وقت میں تم کو شانتی نہیں ملے گی۔

میں ہندو فلسفی کو مانتا ہوں۔ میں نے ثبوت دے دیا ہے کہ اس سنار میں رہتے ہوئے برہما و شتو ہمیشہ بھی من کے چکڑے نہیں نکل سکے۔ دکھ سے بچ نہیں سکے۔ جو کچھ سوامی جی تھارلج نے کہا ہے ٹھیک ہی کہا ہے۔

کل وراثہ رچا ان ل کے

جیون لکھیر لیا ان ل کے

ہماری سرت جسم میں آئی۔ جوتی ترخن نے اپنی کونوں

سے یہہ سارا وراثہ بنایا۔ یہہ وراثہ پُرش بنا۔ اس وراثہ

میں کیا کیا ہے؟ سورج۔ چاند ستارے جتنے لوگرہ ہیں یہہ سب

وراثہ پُرش میں آئے ہوئے ہیں وراثہ پُرش کا اور نام ہے

لوگرہوں کی مجموعی حالت کا جو کرم ہے اس تمام کرم کا نام وراثہ

پُرش ہے جو تش بھی یہی کہتا ہے کہ اس دنیا کے پیدا کرنے

والے ایثور نے اپنے آپ کو ان لوگرہوں میں بانٹ دیا ہوا

ہے۔ یہ جو تش شاستر کہتا ہے ان لوگرہوں کا اثر ہمارے شریر پر

پڑتا ہے جیسے جیسے گرہوں کی کریمیں ہر ایک آدمی کے ہر ایگ

و نمینستی کے ہر ایک جیو کے پیدائش کے وقت اپنا اثر یا سنکارتی

ہے جس جس قسم کے جیسی جیسی کرتیں جس جس گڑھ کی انسان کے

وجود پائی ہوئی ہیں اس کے مطابق اس کی جسمانی زندگی کا گد زمانہ لازمی

ہے کوئی طاقت اس کو زائل نہیں کر سکتی۔ میں اس لئے کہا
 کہتا ہوں کہ کوئی سنت کسی کے کرم کو بدل نہیں سکتا۔ کیوں کہ
 کرم کو بنانے والی یہہ گریہیں اگر کوئی بدل سکتا ہے یا بدلنا چاہتا
 ہے تو وہ اپنی سہرت کو اس وراثت سے نکال کر نوگر ہوں کے
 حلقہ اثر سے دور ہو کر اوپر چلا جائے۔ جسم کو تو جو تکلیف ہوتی
 ہے وہ ہوتی ہے۔

کل وراثت رچا جانے کے

جیون گھیر لیا جانے کے

یہہ شہریہ کے رچنے والا جوتی نر بننے سے جس کے تین
 مینٹز تباہے گئے ہیں۔ من جوتی نر بننے سے اس کے اندر
 سنگلیوں کا اکٹھنا۔ ٹھہرنا اور ناش ہونا۔ یہہ تین دیوتا ہیں
 سوامی جی مہاراج کی بانی ہے یہہ رچنا ہے اور جیو بیچارے
 جو ہم میں اس میں دکھ اور سکھ اٹھارے ہیں۔ ہندستان
 میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ وہم سے ملکوں میں دیکھو کیا ہو رہا
 ہے۔ ان سب کا کارن کیا ہے؟ یہہ نوگرہ۔ یہہا دشمنو
 اور ہمنش۔ اگر اس من کو کسی ست پرش کے چرنوں میں ڈال
 دیا جائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی جائے تو یہہا دشمنو ہمنش
 اور نوگر ہوں کے اثرات سے ہم بچ سکتے ہیں۔ اس میں

بہت کچھ کمی آسکتی ہے مگر یہ سادھن کوئی کرتا نہیں۔ تب بھی

تو میں کہتا رہتا ہوں انوجھو ہے۔ دعویٰ کوئی نہیں۔ جب

تک یہ بھارت و اسی سنتوں کی شرٹن میں نہیں آئیں گے۔ حکومت

کے اتر جب تک سنت مت نہیں آئے گا۔ ملک۔ میں شانتی گھوڑ

میں شانتی و سماج میں شانتی نہیں آسکتی۔ نہیں آسکتی۔ نہیں آسکتی!!

میں نے جتنا کام کیا ہے مانو تا مندر کی بنیاد رکھی ہے

اس کی تہ کے اتر میرا یہ بھاؤ ہے کہ یہ سنت مت کے تعلیم کو سمجھنے

والے دنیا میں آجائیں حکومت میں آجائیں تو شاید اس وراٹ

پرش میں جو کچھ دکھ سکھ ہم کو اٹھانا پڑتا ہے اس میں کچھ کمی

آجائے۔ دکھ سکھ سے چھٹکارا اس سہس دل کنول یا ہسرا

یا وراٹ کی رچنا سے نکل جانے سے ہو گا

جال۔ بچھا یا جاگ میں بھاری

ان کی پوجا جو سنھا رہی

یہ سوامی جی ہاراج کی بانی ہے یہہ لڑتی مارگ

ہے اس لئے وہ ایسا کہتے ہیں۔ میں سچی بات کہتا ہوں۔

جیوں کی برسی دشا کو دیکھو سنت لے ایسا کہا ہے۔ جو

جیوں کی اپنی دشا تھی وہ ان سنتوں کے ساتھ نہیں گذری۔

اگر گذرتی ہوتی تو یہ نہ کہتے۔ ہماری زندگی کی ضروریات اس قدر

ہیں کہ ہم زندگی کے ضروریات کے لئے اس میں بھٹسنے کے لئے بے بس ہیں مجبور ہیں۔ سوامی جی مہاراج بڑے سیدھے گھر پیدا ہوئے۔ سیوا کرنے والے رُکے صاحب جیسے بڑے بڑے جہا پرش تھے۔ دھن کی کوئی کمی نہیں تھی۔ ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ بھائی تھا وہ سیوک تھا۔ ان کو اس دنیا کے دکھوں کا کیا پتا بڑے بڑے جہاتما ہیں۔ جن کو کسی چیز کی کمی نہیں یہ کیا جانے کہ غریب آدمی جس کو کھانے کے لئے روٹی نہیں۔ اس کے دل کا کیا حالت ہے۔ یہ تعلیم صرف ان کے لئے ہے جو اس سنا سے ہمیشہ کے لئے بچنا چاہتے ہیں۔ جنم مرن کے چکر سے نجات چاہتے ہیں۔ عام دنیا کے لئے اور تعلیم ہے۔

ایک سخن میرے پاس آتا ہے کبیر نیچھی سا دھو ہے۔ گھر نہیں بار نہیں در بدر ٹھو کریں کھانا پھرتا ہے۔ کیا اس کو شانتی ملی؟ نہیں ملی۔ اس کی اپنی جڑی غلط ہے داتانے کہا تھا تقسیم بدل جانے سے پہلے اس بوٹی سرہ پ کو اپنا ساتھی بناؤ۔ سوامی جی مہاراج نے جس جیل سے کہلے وہ مبارک ہیں جب تک تم اس شہر میں ہو اس کی مدد کے بغیر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ میں وہ تعلیم دے رہا ہوں جس پر چلنے سے جیو لوکہ اور پر لوکہ

دونوں میں سکھی رہ سکتا ہے لوگ کو سکھی کرنے کے لئے کیا ہے؟

پھنسنے جال میں پیچھے کرم میں

دھوکہ کھایا پڑے محبم میں

اس منزل تک جانے کے لئے بے شک دھوکہ کھایا۔ ہمیشہ

کے لئے پریم شانتی حاصل کرنے کے لئے جیودوں نے ضرور

دھوکہ کھایا۔ ساری زندگی برہما۔ وشنو۔ ہمیشو کی پوجا

کرتے رہے اپنے خیالی کی دنیا میں ہمیشہ پھنسنے رہے۔ اس لئے

اس سفر میں رہتے ہوئے اس دنیا میں انت استھتی پراپت

کرنے کا کیا طریقہ ہے نہ

اب جو ان کو کوئی سمجھا دے

ست پرش کا بھید لکھا دے

تو ہمیں مانیں جھگڑا ٹھانیں

پکشیات کر ڈھنگ نہیں آوئے

ان کا کھنڈن تو صرف اس خیال سے تھا کہ دائمی زندگی جو ست

لوگ کی ہے وہ مل جائے۔ یہاں تک تو یہ ٹھیک ہے۔

مگر اس دنیا میں رہتے ہوئے اس جوتی نرجن کا جو استھان ہے

جو دریاٹ پرش کو بنا تا ہے اس کو سکھی رکھنے کے لئے کیا

کرنا ہے۔

ساتے میں تو کو سمجھا ڈوں

یہ سب ٹھگ کھل کر ہستلاؤں

ٹھگ اس لئے ہیں کہ ہم کو اہلیت کا پتہ نہیں لگتا۔ میں خود اس ٹھگی میں پھنسا ہوا تھا یہ تو مجھے پتہ لگا۔ صرف

اس ایک خیال سے کہ میں کسی کے اتر نہیں جاتا۔ میں بھی

بہا تو ان روپوں کے مجھے ٹھگا جا رہا تھا! کبھی رام پرگٹ

ہر گیا کبھی کوشن پرگٹ ہو گیا۔ کبھی دیوی آگئی۔ کبھی داتا دیال

کا روپ آ گیا۔ یہہ جتنے کھیل تھے میرے وہیں ان کو سستہ

ماتا تھا اور اسی میں پھنسا ہوا تھا مگر اس کو ست مانتے سے

مجھ کو دتیا کا بڑا فائدہ ہوا۔ کیسے ۹ لوگوں کے اتر اس ست

سے اس وٹو اس سے کہ ان کا ہی جو من ہے جوئی نرجن

وہ مجھ کو بنا لیتا ہے وہ روپ میرا ان کو دو بیاں بنا دیتا

ہے سپنے میں پرشاد دئے جاتا ہے۔ بیمار راضی ہو جاتے ہیں

ان سے فائدہ بھی ہے۔ ٹھگ وہ صرف اس لئے ہیں کہ ان

کو اس دائمی زندگی میں جانے نہیں دیتے جہاں سے یہ روپ

رنگ دیکھا ختم ہو جائیں مجھ کو اب یہ گیان ہو گیا ہے اس

لئے اپنے من کو دونوں طرف لے جاتا ہوں۔ اگر میں چاہتا ہوں

تو اس کو چھوڑ کر اوپر چلے جاتا ہوں اور اگر دنیا کے میں نے کام

کرنے ہیں تو روپ کا سہارا لیتا ہوں اور جو کچھ چاہتا رہتا ہوں وہ ملتا رہتا ہے۔

سوامی جی ہمارا ج نے صرف اس آدرش کو سامنے رکھتے ہوئے کہ دائمی سکھ دائمی زندگی بڑوان پد کی طرف جیوں کو لے جائیں پرانی ٹیک کو مٹانے کے لئے کھنڈن کیا ہے۔ میں جہاں منڈن کی ضرورت ہے اتنا منڈن کئے جاتے ہو لہذا اے انسان اگر تو اپنی اس جیوں کی یا ترا کو اس لوک کو اچھا بنا تا۔ چاہتا ہے تو ایسا کیا کرو۔

ان کے مارگ تو مت جاے

تو سنتن کی شرن سماے

ست گورو کہیں سوئی تم مانو

ان کا پن کر پر مانو

سوامی جی ہمارا ج کے ست گورو وقت ہونے کا

چلا گیا۔ اب کیر صاحب کے ست گورو وقت ہونے کا

وقت گیا۔ گورد نانک صاحب کے ست گورو وقت ہونے

کا وقت چلا گیا۔ رادھا سوامی مت کہتا ہے سوائے زندہ

ست گورو۔ سنت ست گورو وقت کہتا کام نہیں ہوگا

ہم پرانی لکیر کو پھینتے ہیں۔ داتا دیاں سنت ست گورو تھے۔

ایک بار رادھا سوامی دھام میں پیپل منڈی آگرے کے چالیس چالیس
 ست سنگی بھنڈارے کے موقع پر آئے ہوئے تھے وہاں حضور
 رائے صاحب رائے سالگرام جہاراج کی بانی کا پاٹھ ہو رہا تھا۔ آپ
 چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ پاٹھ ہو رہا تھا۔ جب بانی آدمی پڑھی
 گئی۔ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ داتا دیال کہتے ہیں "بند کرو اس بانی کو
 یہ مرہ ہے" پیپل منڈی کے ست سنگی جو حضور رائے صاحب
 رائے سالگرام جہاراج سے نام وان ٹھے ہوئے تھے حیران ہوئے کہ
 داتا دیال اپنے ہی گورو کے بانی کو مرہ کہہ رہے ہیں اس وقت داتا
 دیال نے اٹھ کر کہا۔ یہ بانی جس وقت کہی گئی بہت فائدہ مند تھی
 اس کا ارتھ یہ نہیں ہے کہ یہ بانی غلط ہے انہوں نے اکا بانی
 کا دوسرا ارتھ کیا اور ایسا ہی وقت کے لحاظ سے گورو گوہند سنگھ جی نے
 بھی کیا تھا۔ وہ کہیں جا رہے تھے وہ پنتھائیوں کا اکھاڑہ تھا۔ شدید
 پڑھ رہے تھے۔

داود دعویٰ دور کر۔ مزدعوے دن کاٹ

کہتے سودا کر گئے پیناری کے ہاٹ

گورو گوہند سنگھ جی کہیں جا رہے تھے انہوں نے شدید
 سنا اس کا مطلب یہ نہیں ہے اس کا مطلب یہ

داود دعویٰ آدکا بن دعویٰ کیسا

دل کی دُرمت دور کر سودا کرے ایسا

اس لئے میں نے یہ مثال داتا دیاں کی اور گورو گوبند سنگھ جی کا دی تاکہ
 جس کسی کو میرے اس طرز بیان پر تفسیر کی وجہ سے مُنکدہ چینی
 کرنے کا خیال آئے ان کی تفسیر کے لئے میں نے یہ حوالہ دئے ہیں۔
 وقت کے گیان کی ضرورت ہے تمام سسار تو پورتی مارگ کا
 پیروکار ہیں ہو سکتا۔ ست گورد تمام جیوؤں کا رکشک ہے اس لئے
 سبھی گیان دے جاتا ہوں کہ اس شہر میں رہتے ہوئے مت سنگ
 کے بیچوں کا منن کرو اور بات کو سمجھو! اس سسار کا بیچار
 جب تک تم نے کمر نہا ہے جوتی شہرپ کی مددو۔ بنا جوتی شہرپ
 کے مدد کے جو یہ تمہارا دراطہ دیش ہے کوئی سکھی نہیں رہ
 سکتا۔ گو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیشہ سکھ نہیں ہے مگر جب تک
 ہم زندگی میں ہیں ہم کو زندگی کے سکھ کی ضرورت ہے اس زندگی
 میں پورا سکھ تو کسی کو نہیں ملا۔ اس سکھ کے حاصل کرنے
 کے لئے ہم کو کیا کرنا چاہئے ؟

راہ رکا نا دیو در سائی۔ پتہ بھیراب کہوں جنای

من اور سرت جہا تل پڑ گھر گھر گھٹ لا و پل کر

سوامی جی جہا راتھ کی بائی ہے من اور سرت کو اکٹھا کر کے

سُکرن دھیان کرو تاکہ تمہارا نہیہ بڑھنا دشمن ہمیش ایک ہو جائے۔

مذ کھو کھڑکی دیکھو چو کا

پیت رگا ڈرا کھو رو کا

پچرنگ پھلو اڑی زکھو

دیب ورن گھٹ بھیترا پر کھو

وہ جو جوتی زرخن تمہارے اندر حل رہی ہے اس میں

پانچ دنگ نکلتے ہیں وہ پانچ دنگ کیا ہیں؟ پانچ تتوں سے

نترشی کی رہنا ہوتی ہے ہر ایک تتو کا اپنا اپنا علاحدہ دنگ ہوتا ہے

کون دن ایسی لیلیا دیکھو

نیل چکا تا آگے پیسکھو

برہ پیرم بل تا کو پھو رو

جوت رہنا رو من کو موڑو

یہ ہے جوتی سُروپ۔ یہی جوتی سُروپ گائٹری منتر ہے

اوم بھور بھوہ سواہ تت سوی

نرورہیم بھوگو دیوسہ دھی مہی

یہ وہ سادتری ہے۔ اس سے کیا ہوگا؟ جو آدمی اس پہلی

اسٹیج پر سادھن اچھی اس کرتے ہیں ان کی بائیں پوری

ہوتی ہیں سادھی شکتی آجاتی ہے مونکا منایں پورن ہوتی ہیں

جو شخص بھی اس جوتی سرُوپ میں بیٹھکر دھیان کرتا ہے
اُس کی باسنا کے مطابق اس کی مدد ہوتی رہتی ہے۔ ستار کی
انتہی کا مول کارن یہہ جوتی سرُوپ ہے۔ اوپر میں بھی جوتی
سرُوپ کا ایک بھنڈار ہے جس میں سے بکریں نکلی کے
سورج چاند ستارے یہہ وراث پُرش کو بناتی ہیں۔ یہی
برہما و ششور۔ ہمیشہ ر کو بناتی ہیں تمہارے انتر بھی جوتی سرُوپ ہے
جس سے تمہارا من بنتا ہے سنگھ پھرتے ہیں۔ اگر ہم اس لوک
میں سکھ شانتی چاہتے ہیں یا جس چیز کی ہم کو سنا میں آشا ہیں
ہیں اُنکی شادوں کو اپنے انتر رکھ کر تم سادھن کیا کرو۔ تمہاری
دنیا کی زندگی میں تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ جو اس کا سادھن کرتے
ہیں جوتی سرُوپ میں اگر وہ اپنی آس رکھے کہ دوسرے کا دکھ
دور ہو جائے تو جتنی اس کی سادھنا زیادہ ہے اس سے اس کو
پھل مل سکتا ہے اس کا نام ہے پرشاد دینا۔ پرشاد کے معنی کیا ہیں؟
شہہ بھاو نائیں دینا۔ پرشاد پر سننا ہے۔ نکلا ہے۔ پر سن
لفظ سے نکلا ہے پھلے زمانہ میں یا آج کل کے سادھو اس
مقام پر جمعاً کرتے ہیں وہ اپنے توت خیالی سے بہت
سے دوسروں کا بھی بھلا کر سکتے ہیں جن کو اس من کے چکر
سے ہمیشہ کے لئے نکلنے کی خواہش ہے کہ پھر جنم نہ ہو۔ یہہ سرُوپ

جو دکھ کا کارن بنا ہوا ہے کیوں کہ یہ کال ہے اس نے
 دنیا کو بنایا ہے جن کو یہ خیال آجاتا ہے میرے بیسوں کو ان
 کے لئے پھر اس سے اگلی منزل ہے۔

اخذ گھنٹہ سن سن رہا

ششکھ بجاؤ اس میں بیٹھو

میں نے ۱۹۱۹ء ماہ اکتوبر "برانسان بنو" میں لکھا ہے
 کہ جو آدمی اس مقام پر ابھی اس کرتے ہیں گھنٹہ ششکھ
 بجاتے ہیں۔ کیوں کہ تمہارے من کی باسنا میں جو سنار کی ہیں
 جب یہ اکٹھی ہوتی ہیں اپنے انتر میں جس طرح مختلف
 دھاتوں کو اکٹھا کر کے ہم گھڑیاں بناتے ہیں اور اس پر ٹھوک
 مارنے سے گھڑیاں کی آواز آتی ہے تمہارے من کی ایسا کرتا ہے
 ہم باسناؤں کو لے کر ایکسو ہوتے ہیں اس میں سے گھنٹہ
 دو ششکھ کی آواز آتی ہے یہی گھنٹہ اور ششکھ کی آواز کا راج
 آرتوں میں ہے مندروں میں جاؤ گھڑیاں بجاتے ہیں ششکھ بجاتے
 ہیں یہ تمہارے انتر کا حال ہے۔ اب انتر میں تو کوئی جوتی نہیں
 چلا سکتا۔ گھنٹہ ششکھ نہیں سن سکتا۔ جو انتر مکھی تو ہے تو نہیں۔
 لوگوں نے باہر تک پہنچے۔ ایسا دیرہ اختیار کر لیا کہ جب پوجا
 کرتے ہیں تو جوتی چلاتے ہیں دیا جلاتے ہیں جوت چلا کر درشن کرتے

ہیں گھڑیاں بجاتے ہیں پھر آرتیاں کرتے ہیں شیوجی کے مندر
 میں جاؤ۔ گھڑیاں لگا ہوا ہوتا ہے گھڑل گھڑل۔ جوتی جگاتے
 ہیں۔ دشتوجی کے مندر میں گھنٹہ ہوتا ہے۔ مندروں میں شنکھ کی
 دُھنی ہوتی ہے۔ یہ پہلا استھان ہے

یہ پہلا استھان بتایا۔ رادھا سوامی برن سنایا
 سوامی جی جہاز کا کیا بھاؤ تھا۔ مجھے پتہ نہیں۔ جو میں نے سمجھا
 اور میرا بھاؤ ہے میں کہے جاتا ہوں۔ چوسکھی رہیں۔ جو لوگوں کو
 ٹاک اور پلوکے دونوں میں سکھ سناٹی طے پلوکے کے سکھ
 کے لئے آپ کو آگے کی منزل میں طے کرنی ہوگی۔ دائمی زندگی کے
 حاصل کرنے کے لئے آگے جانا ہوگا۔ اس جیون میں تمہارا
 کلیان جوتی نرجن کے دوش کرنے اور اتر میں گھنٹہ شنکھ
 سننے سے ہوگا۔

سب کو رادھا سوامی

فقیر چند

چہرشی شیو برت لال جی ہساراج

من بدھی کی سمیت درشی سے

اسانگ یوگ وچار

رہ گیا سو۔ کیا کوئی ایسی بھی تدبیر ہے جس سے آتما کا
ماکشتات کار اسی شریہ میں کر لیا جائے ؟

داتا دیال۔ ہاں عملی سادھن بھی ہے اور اس کا نام یوگ
ہے۔ یوگ کہتے ہیں پلاپ۔ وصال۔ اور مل کر ایک ہو جانے کو جب
تک یوگ نہیں تب تک سچا گیان پراپت نہیں ہوتا۔ جگت کے
باہری نظارہ کے ساتھ جب نظر ملتی ہے تب ہی ہم اس کو دیکھتے
اور اس کا علم حاصل کرتے ہیں اور وہ اس طرح ہوا کرتا ہے
مثلاً ہمارے سامنے ایک مکان ہے۔ جب آنکھ کھلتی ہے تو یہ مکان

یوں ہی نہیں دکھائی دے جاتا بلکہ آنکھ کے راستہ سے چت کی درتیاں
پانی کی دہار کی شکل میں نکل کر اس مکان کے مد نظر پہلو کو گھیر لیتی ہیں اور
اس کی شکل کی بن جاتی ہے اور جب نظر نظارہ اور ناظر مل کر ایک
ہو جاتے ہیں تب مکان نظر آتا ہے اور اس کا علم حاصل ہوتا ہے
اس طرح آتما کے علم کے لئے ضروری ہے کہ چت سنا سے ہٹے
اور اپنے روپ میں جمے۔ جب یہ اچھی طرح توجہ کا مرکز بنا کر
اس میں قائم ہو گا تب۔ نظر۔ ناظر اور منظوریتوں مل کر ایک
ہوں گے۔ دو دہ یعنی دوپنا جاتا رہے گا اور آتم ادستھا میں
جب درتی آتما کار ہو کر دھوصتا کے ساتھ جم جائے گی تو پھر آتما
ہی آتما دکھائی دینگا اور دیہہ میں رہتے ہوئے بھی پرانی رو دیہہ
ہو جائے گا یہہ یوگ ہے۔ یوگ سنسکرت لفظ یک سے نکلا
ہے جس کے معنی ملنے کے ہیں۔

چکیا سو۔ یہ عمل کس طرح سے کیا جاتا ہے؟

داتا دیال۔ اس کے آٹھ سادھن ہیں اور اسکی وجہ سے

وہ اشانگ یوگ کہلاتا ہے۔ اس کے آٹھ انگ یہہ ہیں۔ یم۔
نیم۔ آسن۔ پرائیام۔ پرتیاہار۔ دھارتا۔ دھیان۔ سادھی
جب ان پر اچھی طرح قابو مل جاتا ہے تب چت کی درتی کا مزدوہ
خود بخود ہو جاتا ہے۔ یہاں تم کو ایسا کی سمجھ لینا ضروری ہے کہ

یوگ بطور خود مقصد نہیں ہے۔

یہاں دو باتیں ہیں۔ مقصد اور مقصد کے تکمیل کا ذریعہ۔ اور تا وقتیکہ ان اچھی طرح ان کو نہ سمجھ لے اس کو کبھی عبول کر بھی یوگ کا نام زبان پر نہ لاتا چاہئے۔ ورنہ وہ نا با حق غلط فہمی کا شکار ہوگا۔ اور اپنی زندگی کا ہمیش قیمتی وقت فضول کام میں ضایع کر لگا جس سے کچھ حاصل نہ مقصود دنیا میں ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں۔ کئی کئی باتوں پر عجائب پرستی کے جذبہ کے زیر اثر کئے طرح کے کام کر گزرتے ہیں۔ غرض سے خالی تو یہ بھی نہیں ہیں۔ مگر ہاں جس غرض کی طرف اس وقت ہمارا خیال ہے وہ کوئی اور چیز ہے۔ اور ان کی ہوس کوئی اور شے ہے کوئی بڑا آدمی کسی گروہ میں شریک ہوا۔ اس کے دیکھا دیکھی اور لوگ بھی اس سلاح میں داخل ہو گئے اور نہیں تو نام تو ہو جائے گا یہ نام بھی ایک قسم کی غرض ہے مگر اصلی غرض نہیں ہے۔ اصلی غرض وہ ہوتی ہے جو انسان کو ایک خاص قسم کے سانچے میں ڈھال دے یہاں تک کہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے وہی اس کی حرکات و سکنات کی جان بن جائے۔ ہم اس کو غرض اور مقصد کہتے ہیں۔ اس طرح جو لوگ کسی قسم کا یوگ کرتے ہیں ان کی غرض ہوا کرتی ہے اور وہ غرض ان کو اوروں سے جو زندگی میں اس طرح کے مقصد سے تعلق

رکھتے ہیں تیز کراتی رہتی ہے یہ غرض ہے اور جس تدریس میں ڈھنگ
 اور جس طریقہ سے اس غرض کی تکمیل کا امکان ہو سکے وہ ذریعہ
 کہلاتی ہے اور مقصد وہ ہو گا جس کی تحصیل و تکمیل کے لئے
 اس ذریعہ کو اوزار بنایا جاتا ہے مگر ہمیں اگو یہ خیال صحیح ہے
 اس کو صحیح سمجھنا بھی چاہئے مگر زندگی کے بے شمار مرحلوں کے درمیان
 ایک ایک مرحلہ میں خاص خاص قسم کے مقاصد دل کو متحرک
 بھی کر دیتے ہیں ممکن ہے کہ ایک مرحلہ میں یوگ خود کسی کسی کا مقصد
 ہو۔ اور اس کے لئے یہاں یوگ اپنی مجموعی حیثیت میں مقصد بن
 جائے گا اور اس کے حاصل کرنے کی تدبیر کو ہم ذریعہ کہہ سکیں گے۔
 بات ذرا ایک جیسی ہے کتر آدمی اس کو سمجھ سکیں گے اور ممکن
 ہے بہت سے لوگ اس کو سمجھ بھی نہ سکیں۔ مگر یہ پھر بھی ایک
 خاص پہلو سے نظر کے موافق صحیح ہے یوگ ذریعہ محض ہے اور کسی
 اور مطلب۔ مراد۔ تمنا خواہش وغیرہ کے پورے کرنے کا ڈھنگ
 ہے وہ آدمی بھی ملیں گے جو دھن دولت کو صرف دھن دولت
 کی نظر سے لکاتے ہیں اور اس کو اور کسی بات کا ذریعہ نہیں
 سمجھتے ایسے لوگ بنیوں میں بہت ملیں گے اور جا بجا موجود بھی
 ہیں۔ زندگی کے خاص مرحلہ میں یہہ اپنے طور پر صحیح ہیں ممکن
 ہے کہ آگے چل کر دل کے پاک صاف ہونے پر ان کو اور طرح کی سمجھ

آجائے مگر اس زندگی میں وہ رات دن دولت کمانے ہوئے
 مر جائیں گے۔ اور اس کے بھونکنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے
 خیال تک کو دل میں نہ لائیں گے۔ اس طرح لوگ سے کام لینے
 والوں میں بھی ایسے اِدھر کاریوں کی کمی نہیں ہے اور ایک خاص
 مرحلے میں ان کا جذبہ ہستی کا مستحق نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت پسندوں
 کی تعظیم کا مستحق ہے کیونکہ یہی جہم۔ یہی زندگی کی غر زیت ہے
 کچھ نہیں ہے آگے چل کر اس کو معلوم نہیں کتنی تیریلیوں کے
 منزلوں سے گزرتا ہے جب جیسا وقت آتا ہے ہر انسان اس
 وقت میں اپنے دلِ مُقتضا کے موافق کام کرتا ہے اور اس کو
 کام کرنے کی آزادی ہے۔

ہم یوگ کو بطور خود ذریعہ محض سادھن مانتے سمجھتے ہیں اور
 اس کو کسی خواہش کے ماتحت قائم کرتے ہیں۔ جب تک خواہش ہے تب
 تک وہ بھی ہے خواہش کے یکسو ہو جانے پر پھر وہ خود بخود
 سدوم ہو جائے گا۔ ہم کو کسی جگہ پر پہنچنے کے لئے سیر و سہیت
 کرنا ہے جب وہ جگہ آگئی تب چلنا پھرنا موقوف ہے ہم کو کسے
 طے چلنے کی تدبیر کرنی پڑتی ہے۔ جب وہ لگ گیا تدبیروں کی
 ضرورت باقی نہیں رہی ہم کو علم کے حاصل کرنے کے لئے بدروں
 میں استادوں کے پاس جا کر کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں لیکن جب

علم آگیا مدرسہ اتاد اور کتاب سب ہمارے لئے اصل معنی میں مر گئے۔ ہم زندہ ہیں۔ اور وہ نہیں ہیں۔ کیونکہ عالم امکان میں ان کی ہمتی موجود ہے مگر ہمارے مقصد کی نظر سے وہ اسی وقت غائب ہو گئے جب ہمارا کام نکلی گیا اس قسم کے مشابہتیں مثالوں کو اور بھی ذرا بڑھا چلو ان کے سوچنے سمجھنے میں تم کو مزہ آویگا۔ اور تم وسیع نظر اور بلند خیالی بن جاؤ گے۔

سمجھو! ہم نے ایشور کے لئے بھگتی بھاؤ کو دل دیا۔ ایشور مل گیا۔ بھگتی بھاؤ اب ہمارے لئے بے معنی ہیں ہم اپنی شانتی اور سکنتی کے لئے ایشور کی عبادت کا فرض مقدم سمجھتے ہیں۔ شانتی اور سکنتی مل گئی اب ایشور اور ایشور کی عبادت سے کیا کام رہا۔ اور وہ کہاں رہے۔

یوگ صرف سداھن ہے اور وہ کسی زبردست خواہش کے مقصد کا ماتحت ہے اس کو یاد رکھو۔ اگر خواہش نہ ہوگی تو کام بھی نہ ہوگا۔ خواہش بھی محنت۔ مشقت اور سرگرمی کا اصل محرک ہے خواہش نے دل پر ضرب لگا لگا کر اس کو آگے کی طرف ڈھکیڈھا شروع کیا۔ مزاحمت۔ مخالفت۔ دگا وٹ اور بندش شروع ہوئی۔ یہ حالتیں باہر کی طرف بھی ہوتی ہیں سونا آگ میں تپاے جانے کے بغیر کھرا کڈن کیسے ہوگا۔

یوگ کا مقصد کبھی کسی صورت کسی حالت اور کسی وقت
 میں ہم سے باہر نہیں ہے مثلاً ہم ایشور کی پراپتی کے لئے
 سادھن کرتے ہیں اب جہاں تک ہمارا خیال ہے یوگی کے
 وسیع تجربہ کے میدان میں کبھی ایسا منظر نظر کے سامنے
 نہیں آئے گا جہاں وہ اپنے آپ کو ایشور سے علاوہ بنا سکے۔
 جائیں گے تب کہیں گے اب کچھ کہا نہ جائے

ہندہ سمانا بندیں۔ دریا لہر سمانے

یوگی دویت اور ادویت واد کے جھگڑے میں نہیں
 پڑتا نہ اس کے ہاں کچھ کہنے سننے کی ضرورت ہے وہ صرف
 اپنے اندر حقیقت کا شاکشا تکار کر لیتا ہے اور یہی شاکشا تکار
 کرنا یوگ کا مقصد ہے شرون۔ مشن۔ زیدھیاسن کون کرتا
 ہے؟ ہم ہی کرتے ہیں یہ کس میں ہیں ہم میں ہی تو ہیں
 شاکشا تکار کے وقت ہم میں یہ لے ہو جاتے ہیں یوگی کو
 مطلق ذہانی کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تو تو سہرت اب سن تم نیچن

چوڑ اور چل سن سن کر دھن

سن سن دھن چل دیں ہمارے

ہم تجھ کو اب کیا اپنا رے

داتا دیال۔ تم نے سنا ہو گا اکثر ناواقف گنوار آدمی بھی کہتے ہیں کہ اسم بات کا جوگ نہیں ہوا۔ اس لئے وہ حاصل نہیں ہوئی۔ حقیقت میں یہ بات سچ ہے ہم تم کو یوگ کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ یوگ کہتے ہیں کسی چیز سے ہلاپ اور تعلق پیدا کرنے کو ہم جو چاہتے ہو اس سے تعلق پیدا کرو تو وہ رہتی ہوئی ہے اگر بے تعلق ہے تو پھر وہ دور دور ہے۔ جب تک ہلاپ نہیں تب تک کامیابی نہیں۔

جگیا سو۔ مگر یوگ کی یہ تعریف آج تک کسی نے بھی نہیں کی۔

داتا دیال۔ اور لوگ اس کی تعریف کیا کرتے ہیں۔

جگیا سو۔ یوگ کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ چیت کی وریٹوں کے بزودہ کرنے کا نام ہے اور آپ اس کے کچھ اور معنی لگا رہے ہیں۔

داتا دیال۔ ہم جو بات کہتے ہیں وہ غلط نہیں۔ یہ نہ کہو کہ چیت کی وریٹوں کا روکنا یوگ ہے بلکہ اگر یوں کہوں کہ چیت کی وریٹوں کا روکنا لوگ ہے تو صحیح ہو گا۔ تم تو غلط معنی لگا رہے ہو۔ روکنے اور رکھنے میں فرق ہے۔ جب ورتیاں روکی جاتی ہیں یا روکی جا رہی ہیں تب تک یوگ نہیں ہے یوگ

موانع ہے اور سادھن اور ابھیااس اس کے مددگار ہیں۔ ان دونوں میں فرق ہے چت کی ورتیوں کا روکنا نہیں بلکہ روکنا یوگ ہے، مزدودہ یہاں روکنے کے معنی میں آیا ہے۔
 روکنا یوگ۔ تو کیا چت کی ورتیوں کا روکنا یوگ

نہیں ہے۔ ۹۔

داتا دیال۔ روکنا نہیں بلکہ روکنا یوگ ہے یہ دونوں الفاظ آپ بڑی سہولت کے ساتھ اپنی وضاحت کرتے ہیں۔
 روکنا یوگ۔ آپ کسی بیو بارک یعنی مونیادی کاروبار کے مثال کے سلسلہ میں اس کو سمجھا دیجئے۔ تب شاید میں آسانی سے سمجھ جاؤں۔

داتا دیال۔ تم ذرا دور ٹیصلہ سے کسی چیز کو دیکھو۔ وہ چت کی ورتیوں کے نہ ملنے کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔ بار بار ان ورتیوں کو روکتے ہو۔ آنکھوں کو جلتے ہو۔ دل کو اسی کی طرف مائل کرتے ہو۔ ابتداء میں وقت ہوتی ہے۔ پھر جب ورتیوں کا پھیلنا دور ہو جاتا ہے وہ اس چیز پر جا کر جم جاتی ہیں۔ یا ٹنگ جاتی ہیں تب وہ چیز نظر آنے لگتی ہے اور تم کو اس کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس مشاہدہ کا حاصل ہونا یوگ ہے اور وہ اس وقت تک

ممکن نہیں ہے جب تک ورتیاں مظہر ہو کر ایک رخ اور ایکو نہ ہو جائیں۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ چت کی ورتیوں کا رُک جانا ہی یوگ ہے۔ ورتیوں کا روکنا یوگ نہیں ہے بلکہ اس کا سادھن ہے۔ اور جب سادھن پورا ہو جائے گا تب تم اس کو یوگ کہہ لینا۔ سادھن کے مکمل ہونے سے پہلے وہ یوگ نہیں ہے بلکہ کچھ اور یہی بات ہے روکنا سادھن ہے یہی فرق مقصد اور ذریعہ میں ہے یہی فرق رکھنے اور روکنے میں ہے روکنا سادھن ہے رُکنا یا رُک جانا مقصد ہے۔

جگیا سو۔ ہاں یہ بات تو سمجھ میں آگئی پھر جو یہ سادھن کیا جاتا ہے اس کو آپ کیا نام دو گے۔ یوگی تو آپ اس کو کہتے نہیں اور کیا کہیں گے۔

داتا دیال کہتے کے لئے سیکڑوں باتیں ہو سکتی ہیں تم اس عمل و شعنی کو یوگ کا سادھن کہو۔ چاہے ورتیوں کے روکنے کا سادھن کہو۔ ایک جیسی بات ہے۔ جگیا سو۔ پھر کیا آپ اس کو یوگی نہ کہو گے جو سادھن میں لگا ہوا ہے۔

داتا دیال۔ نہیں! یوگی تو اس کو کہتے ہیں جس نے ورتیوں

کے روکنے کی تمام منزلوں کو طے کر لیا ہے اور اس کو یوگ پر اپنی
 ہوجکا ہے دوسرے کو ہم صرف سادھک کہیں گے خواہ وہ یوگ کا
 سادھن کرنے والا ہی کہیں گے کوئی ویدیا تھی پاٹھ شاملہ میں پڑھتا
 ہو اور دان نہیں کہلاتا۔ اسکی طرح ہم کسی ویدانت کے پڑنے والے
 کو بھی ویدانتی نہیں کہتے سنت منت سے تعلق رکھنے والے کو سنت
 کا خطاب دیتے ہیں یہ سب ابھی سادھن اوستھا میں ہیں۔ جب
 اس حالت کے پار پہنچیں گے تب دیکھا جائے گا۔ ممکن ہے یہ
 نیرج ہی میں اٹک رہیں بہت سے لوگ صرف آسن مارنا جانتے
 ہیں بہت یوگی نہیں آسٹی ہیں۔ بہت سے پرانا پیام کرتے ہیں
 وہ صرف پرانا پیامی ہیں بشرطیکہ پرانا پیام
 پر ان کو عبور ہو گیا ہے اکثر آدمی دھیان لگاتے ہیں یہ دھیانی میں
 بہت سے ضلالت لگاتے ہیں یہ سماعت چت والے ہیں یوگی ان
 میں سے کوئی بھی نہیں ہے جب تمام مدارج طے ہو جائیں گے اور
 ان کو یوگ ہو جائے گا تب کہیں جا کر وہ یوگی کہلا سکیں گے۔ یوگی
 کہتے ہیں یوگ کے مدارج کے طے کئے ہوئے کو یہ ہمارا خیال ہے۔
 یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے بچپن کے درجہ میں رہنے والے کو بچہ۔
 بلوغت کے طبقہ والے کو بالغ و جوان اور بوڑھا چنے گی اور کھا
 والے کو بوڑھا کہتے ہیں۔

چلگیا سو۔ آپ کا خیال صحیح ہے میں ان باتوں کو سمجھ گیا۔ آپ آگے نہ بڑھیں۔ دوتا دیا لہ بغیر یوگ کے ہم اس دنیا میں ایک قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔ ہاں جاننا نہ جاننا دوسری بات ہے کسی شخص کو گیان ہوتا ہے۔ کوئی ناوانتہ اسی کام کو کرتا ہے یوگ۔ ایک بہت ہی وسیع اور وسیع المعنی لفظ ہے جس کی مراد ہم ہر جگہ قدرت کے کاروبار میں بھی دیکھتے ہیں اور اس نظر سے یوگ کی مختلف قسمیں ہو جاتی ہیں۔

چلگیا سو۔ کیا یوگ سے سب کچھ ممکن ہے؟
 دوتا دیا لہ۔ یوگ نام ہے ملاپ کا۔ اس کے یہاں کہیں بھی غیر ممکن کی اصطلاح کا استعمال نہیں ہوتا۔ یہ عین العین ہے جہاں دوشوا اس کی ڈور رقتا ہے خیال کی مضبوطی اور دل کی یکسوئی کا تعلق ہے وہاں کوئی بات غیر ممکن نہیں کہی جاسکتی۔
 چلگیا سو۔ کیا میں بھی یوگ کی مدد سے اعلیٰ درجہ کی ترقی کر سکتا ہوں۔؟

دوتا دیا لہ۔ کیوں نہیں! تم نے اب تک بھی جو کیا ہے وہ یوگ ہی سے تو کیا ہے۔ تم جانتے ہو۔ یہاں بغیر یوگ کے کوئی کام نہیں ہوتا۔
 چلگیا سو۔ تب تو میں یوگی ٹھہرا۔ آپ کی پہلی بات غلط ہو گئی۔

دانا دیال۔ نہیں! یہاں تم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یوگ کے جو اصلی منازل میں وہ اب تک نہ تمہارے سمجھ میں آئے ہیں اور نہ تم جانتے ہو۔ ہاں یوگ کی ابتدائی حالت میں تمہارا کام جو خدا سے ہم تم کو اس وقت تک یوگی نہ کہیں گے جب تک تم اس اوچی منزل تک رسائی حاصل نہ کرو گے۔ مگر تم میں اس کے ممکنات کا امکان ہے اور وہ جمہولیت کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ذرا اس کو تیز کر دو۔ رفتہ رفتہ آپ ہی آپ ایک حالت سے دوسری حالت میں داخل ہوتے جائیں گے۔ کیا عجیب تم یوگ کی مراد کی تکمیل کرو۔

چلیا سو۔ یہہ کیسے ممکن ہے۔

دانا دیال۔ قدرت کا یہ اصول ہے۔ انسان ایک حالت میں کبھی نہیں رہتا یا تو اوپر جائے گا یا نیچے آئے گا جو شخص کسی قسم کی ترقی کے خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے اور پوری یکسوئی کے ساتھ اس سے تعین کر لیتا ہے تو بتدریج وہ بدلنے لگتا ہے اور جہاں ایک خاص حالت میں پہنچ گیا ترقی کے خیال کے مدنظر تو قدرت اس کو اس جگہ سے فوراً ادبچا اٹھا دے گی۔ اور دل پر ضرب لگا لگا کر آگے کی طرف ڈھکیلنے کا اہتمام کرے گی۔ کیوں کہ اس کے نظام میں کسی کو ایک ہی طبقہ پر رک کر ٹھہرنے کی

گنجائش نہیں ہے جہاں پہلا طبقہ اور اس کے درجات طے ہو گئے تو قدرتی کرید اس کو دوسرا طبقہ تلاش کرنے کیلئے مجبور کرتی ہے اس طرح کہی ایک دن میں اونچے طبقہ پر آجاتا ہے یہ قدرتی اصول ہے، جلیاؤ لگ کے لئے کن کن باتوں کی شرط ہے۔

ذاتِ دیال - مقصد کی وضاحت کا خیال - مقصد کی تکمیل کا مکمل ارادہ - مقصد کے تکمیل کے خیال کی یکسوئی - منتشر خیالات کی اتحادی مضبوطی - من - بچن اور کم سے شدہ رہتا - ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ہڑاؤ تلاش کرنا اور وہاں ٹک جانا - یہ سب لازمی شرطیں ہیں۔

جلیاؤ - اور باتیں تو صاف ہیں ان ان کو بے شک سب سے پہلے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا مقصد کیا ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے قوتِ ارادی کو مضبوط کرنا بھی ضروری ہے۔ خیالات جو بکھرے ہوئے ہیں ان کو اکٹھا کر کے متحدہ اور ایکسو بنانا بھی درست ہے۔ من - بچن کم سے اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے درڑھہ نشیب کی ضرورت ہے یہ صحیح ہے یہ سب میں نے سمجھ لیا۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک طبقہ سے نکل کر دوسرے طبقہ میں ہڑنا کیسے ہوتا ہے اس کو واضح کر دیجئے۔

وانا دیال۔ طبقہ کہتے ہیں۔ مقام۔ امتحان اور مرحلہ کو۔ مثلاً ایک آدمی کسی چیز کو دیکھنا چاہتا ہے۔ دیکھنے سے پہلے وہ سوچتا۔ سمجھتا۔ سوچتا۔ چھوٹا اور مستنار رہتا ہے بسا اوقات بہت سے کام ایک ہی وقت میں ہوا کرتے ہیں اور یہ سب کام من سوچتے سمجھتے۔ سوچتے۔ چھوٹے اور سننے کے طبقہ میں بیٹھا ہوا کیا کرتا ہے اب انسان کو لازم ہے کہ خیالی طور پر وہ ان سب طبقات کو چھوڑ کر صرف آنکھ کے مقام پر جم کر بیٹھ جائے اور اس طرح بیٹھنے کہ ان میں سے کسی کا خیال تک اس کے دل میں نہ آئے۔ پہلے پہل محنت کرنی پڑے گی۔ آنکھ میں خاص قسم کی حرکت آئے گی اور جب یہ حرکت نسبتاً بے حرکتی میں تبدیل ہو جائے گی۔ پھر سننے چھوٹے وغیرہ کے طبقہ سے نکل کر آنکھ کے طبقہ میں بیٹھ جائے گا اور سب سے فاضل ہو جائے گا۔ سوائے دیکھنے کے پھر اور کسی بات کا اس کو خیال تک نہ رہے گا۔ یہ ایک طبقہ سے نکل کر دوسرے طبقہ میں بیٹھا کہلاتا ہے۔

جیسا سو۔ طبقوں کے معنوں پر میں نے کبھی غور نہیں کیا تھا۔ آپ کی باتوں سے معلوم ہوا کہ ہر تمیز اور ہر علم کے طبقات ہمارے جسم میں جدا جدا ہیں اور جس کا جس طبقہ کے ساتھ زیادہ تعلق ہو گا اس میں اس کی طاقت زیادہ ہوگی۔ اور جو شخص جس

طبقہ میں بیٹھ کر اس کی طاقت کی مشاقی کر یگا وہ اسحا میں زور دار ہوگا۔

داتا دیال۔ اس طرح یوگ کی نسبت بھی سمجھو یہاں بھی طبقات کی تبدیلی اور تغلِ مقام کا خیال رہتا ہے۔
جگیا سو۔ یوگ میں کس طبقہ کو چھوڑنا اور کس پریشینا اور جننا ہوتا ہے۔

داتا دیال۔ یوگ میں نیچے کے طبقہ کو یعنی حیوانی حواس (انہدیوں) کے مقام کو چھوڑنا ہوتا ہے اور دماغ کے طبقہ میں قائم ہونا ہوتا ہے۔ اصلی طاقت کا مجھڑا دماغ میں ہے جسم میں اس کی دھار آتی ہے اور دوسرے خیال مٹا لو اور خیال کو بٹھا دو۔ بس اتنا ہی کام کرنا ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

جگیا سو۔ اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔
داتا دیال۔ اس کا فائدہ تم کو اچھی بتا دیا گیا۔ اور تم نے خود اس کو بیان کیا ہے کثیف طبقات سے اور تمہارے دماغ یا مہر کے لطیف طبقہ میں آجانے سے اس کی لطافت کی طاقت انسان میں آتی ہے اور وہ لطیف بن کر اپنے آپ کو بہت آسانی سے بیکو کر سکتا ہے۔ مہر تمام حواس اور قابلیتوں کا مجھڑا ہے۔

جگیا سو۔ مگر کوئی کوئی آدمی تو ناک کے سرے پر اپنی چت کی ورتی
جھا کر لوگ کرتے ہیں۔ دماغ کی طرف تو ان کا خیال بھی نہیں جاتا۔

داتا دیال۔ یہ بات ہمیں ہے یہ سادھن کا پہلا ذمہ ہے
جو نرے مہندی کو بتایا جاتا ہے آنکھوں کی دونوں بینکیاں کھج کر نیچے
ناک کے سرے پر اپنا مرکز بناتی ہیں۔ کچھ دنوں سادھن کرنے
کے بعد پھر ان کو آپ سر کی طرف رجوع ہونا پڑتا ہے۔

جگیا سو۔ بہت سے لوگ ہر دیہ میں بیٹھ کر دھیان کرتے
ہیں ان کو بھی سر سے تعلق نہیں رہتا۔

داتا دیال۔ یہ بھی ابتدائی سادھن ہے چھوٹے درجہ کے
ادھیکاروں کو سکھایا جاتا ہے۔ جب یہاں ناکا خیال متحد ہوئے
لگتا ہے پھر سر کے طرف مائل ہو کر اس کے طبقہ میں جانے کی ضرورت
محسوس ہوتی ہے۔

جگیا سو۔ آپ کہاں چت کی ورتی جانے کی تعلیم دیتے ہیں
داتا دیال۔ تیسرے تہ میں۔ جو دونوں جوڑوں کے بیچ میں ہے۔
یہ اصلی لوگ کی ابتدائی منزل ہے ہم سفلی مرکڑوں کا خیال تک نہیں
دلاتے۔ بلکہ جسم کے نیچے کے حصوں سے توجہ کو ہٹا کر تیسرے تہ سے
اجھیاس کرانا شروع کرتے ہیں یہ زیادہ مفید بھی ثابت ہوا ہے
کسی کو کیوں سناحق نیچے کے مخالفت میں اڑکایا جائے اس سے وقت

اور محنت ضایع ہوتی ہے ہم صرف سر کی طرف رجوع ہو کر یوگ ابھیساں
 کی تعلیم دیتے ہیں زیادہ کیا کہیں۔ تم دیکھتے ہو گے کہ جب آدمی کوئی
 کام کرنے پرتاتا ہے وہ داتوں کو دبا لیتا ہے آنکھیں خود بخود اوپر کی طرف
 سمٹنے لگتی ہیں اور تمام طاقت پیشانی پر متحد ہو جاتی ہے یہ معمولی
 کاروبار میں ہوتا ہے جب کسی عقلی ممتہ یا دماغی کام کا معاملہ آتا ہے
 تو آنکھیں اب ہی آپ بند ہو جاتی ہیں اور چہیت نادانستہ اسی جگہ
 ٹھہر کر سوچنے لگتا ہے یہ عام طور پر یوں ہی ہوتا ہے یہی بات
 یوگ میں بھی کی جانی چاہئے اگر آدمی سچائی پسند ہے اور حقیقت پسین
 ہے تو وہ اس کو اچھی طرح سمجھ لینگا۔ اور اگر اس کے برعکس ہے تو
 ہزار سمجھاؤنا مانے گا۔ تم یوں بھی دیکھو۔ سخت کام کے وقت ناف
 کی جگہ سے طاقت سمیٹ کر اوپر کی طرف آتی ہے پھر وہاں سے
 خاص مرکز پر اتر کر کام کرتی ہے۔ مثلاً کسی کو وزنی پتھر کو ہاتھ سے
 اٹھانا ہے اس کی حالت پر غور کرو۔ ناف کی طرف سے ورتی
 زور سے چڑھ کر دماغ کی طرف مائل ہوتی ہے اور پھر وہاں سے
 ہاتھوں میں آجاتی ہے اور وہ بھاری پتھر کو اٹھا لیتا ہے یہی کام یوگ
 میں کیا جاتا ہے اس کے سوا کوئی دوسری بات نہیں ہے اس لئے
 ہم تیسرے تہل سے ہی سادھن ابھیساں کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

یم - نیم

جو تجھ کو کاٹے بوے - تاہی بوے تو پھول

تجھ کو پھول کے پھول ہیں - اس کو ہے ترول

چکیا سو - اب دیا کر کے یم اور نیم کو سمجھائے۔

داتا دیال - یم اور نیم صرف اخلاقی اصول ہیں یہ ابتدائی

مرحلہ ہیں - یا یوں سمجھو کہ وہ بام حقیقت پر چڑھنے کی سیر میاں

ہیں اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو پھر آئندہ کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی

ایسا جھوٹ - چوری - دیشیہ بھوگدانا لیتا - ان پانچوں

چیزوں سے پرہیز کرنا یم ہے انسان کسی کو مارے نہ ستائے - جھوٹ

نہ بوے - یوگ سادھن کرنے والا انسان من بجن کرم سے شدہ

رہے چوری نہ کرے - کسی کے مال پر اپنے ریت کو ڈالنا ڈول نہ کرے

دیشیہ بھوگ سے بچتا رہے کسی کی خیرات قبول نہ کرے اور اس پر

گدز لبر کرنے سے پرہیز کرے - ایسا کیوں کرنا چاہئے (۱) جو درمیاں

کو ایذا دیتا ہے ستاتا ہے - مارتا ہے وہ اک آہ ذاری - درد

اور پریشانی کے اثرات سے خود پریشان ہوتا ہے اور اس کا من خچیل

استعمل اور ناپاک ہوتا ہے۔

۲ - جو جھوٹ بولتا ہے وہ اپنے دل میں خوف شرم اور

حیرانی کو ناحق جگہ دیتا ہے جھوٹ کیا ہے جو شے ہے نہیں اور نفی مطلق

ہے۔ وہ جھوٹ ہے روح فطرتاً اس سے دور بھاگتی ہے زبردستی
 کر کے دل پر جبر کر کے انسان جھوٹ بولتا ہے اور جو وہ ہے ہمیں
 وہ اپنے آپ کو دکھانا چاہتا ہے جس کی وجہ سے وہ خود اپنی نظروں
 میں زیادہ اور دوسروں کی نظروں سے نسبتاً کم گر جاتا ہے اور خوف
 شرم اور حیرانی و باطنی پشیمانی کا شکار ہوتا ہے جو دل کی طاقت زائل
 کرتی ہے۔

۳۔ چوری کرنے سے غیر حق و حلال اور ناحق و حرام کے مال
 سے نیت کا خرابہ ہوتا ہے جس کی نیت چوکا کرنے سے بگاڑ گئی وہ
 پھر یوگ کی نیت کیا باندھیں گے! کیونکہ یوگ سچی کمائی کا نام ہے۔
 ۴۔ وشیہ بھوگ - وشیہ بھوگ سے دل کے پوزے اپنی جگہ
 سے یکسک جاتے ہیں اور وہ بلا ضرورت چیخیل ہو جاتا ہے۔ مرد
 عورت کے تیزی خیال کا امکان خواہ تذکیر اور ثانیث کی جنبینوں
 کا وہم و گمان روح میں نہیں ہے۔ صرف جسم میں ہے۔ روح
 امر ہے جسم فانی ہے جسم کو دل دینے والا روح کو دل دے نہیں
 سکتا۔ اور اس لئے وہ یوگ سادھن کا ادھیکار ہی نہیں ہے
 ۵۔ دان لینے والا دوسروں کا محتاج ہی نہیں بلکہ زیر
 بار احسان ہو جاتا ہے اس کا دل دیا رہتا ہے اُجرتا نہیں یوگ
 کے اُجھارنے اور طاقتور بنانے کا سادھن ہے اگر وہ غلام ہو گیا اس

میں آزادی کیسے آئے گی۔

الغرض ان پانچ نفی خیالات کو دل سے نکال دینے کا نام یہ ہے۔ اختصاص کے ساتھ ہم نے تم کو یہ سمجھا دیا۔ دلش۔ کال۔ دستوزن۔ اور مکان کے نظر سے ہر وقت اور ہمیشہ مکروہ اور ناقص نفی کی عادتوں سے بچکر رہنا چاہئے یہ ہدایت ہے۔ اب ہم کو سمجھو۔ اندرونی اور بیرونی شدتھما پوترتا۔

سنشوش۔ انڈیرہ دمن۔ ادھیان اور بھگوان کی بندگی یہ پانچ نیم میں یوگ سادھن کا جگیا سو شہریر اور من سے شدہ رہے وہ سنشوشی بنے اندیوں کا دمن کر کے ان کو قابو میں رکھے۔ یوگ ساستر کا ادھیان کرتا رہے اور سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ بھگتی۔ آپاسنا۔ گیان کے پراپت کرنے کا جگیا سو بتا رہے (۱) اگر وہ باہر بھتیر۔ بہر مکھ اور انتر مکھ شدہ رہے گا تو یوگ سادھن کے وقت اس کی درتیاں میکو ہوں گی اور اس کا پرمیاد آتما پر پریٹیکا۔ جس کا باہر بھتیر شدہ نہیں ہے وہ جیت کا جینل ہرگا (۲) جو تماغنہ لیند نہیں ہے وہ حریص۔ لائیجی اور مطلب پرست ہوگا۔ ہوس اس کو جینل بنا لے گی۔ سنشوش اور قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان محنت کرے اور اس کا بھل بھگوان کے مرضی کے حوالہ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ محنت کے بعد جو کچھ طلب ہے اس پر سنشوش رکھے

دل میں نکر نہ کرے اور نہ کرے۔

۳۔ جو اپنی اندریوں کا دمن نہ کرے گا ان کو قابو میں نہ رکھ سکے گا۔ وہ اندریوں کا غلام بنا رہے گا اندریاں جیسا چاہیں گے اس کو ناپاچ نچسائیں گے وہ نفس کا غلام بنا رہے گا ان کا قابو میں رکھنا۔

ان پر حاوی رہنا۔ ان کو اپنے پر غالب نہ آنے دینا۔ اندزیہ دمن ہے ۴۔ ادھیان سے یہ لاجبہ ہے کہ اس کو ہر وقت کسی معاملہ

میں سوچنے سمجھنے کے لئے نئے نئے خیالات ملتے رہیں گے۔ ادھیان سے صرف یہ مراد ہے کہ اچھا سا متبہ ہو۔ جھگتی رس ہو۔ آتم آنتی کے مطابق ہو۔ یوگ سوتر اور یوگ کے دشمیہ میں ہر فضول کتابوں کے

پڑھنے سے پرہیز رہے جس سے خیالات گندہ ہوتے ہیں ایسا نہ ہو کہ شوقی تو ہے یوگ کا اور پرہتھا ہے ویدانت سوتر جو شخص ایسا کرے گا وہ یا رکھے دھوبی کا کتا گھر کا ہو گا نہ گھاٹ کا اور ہمیشہ پریشان کرنے والے خیالوں سے بھرا رہے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کا من بھیل رہے گا کاجی اور دشمیہ بھوگ کی آسکتی دل یوگ سادھن کے ادھیکاری نہیں ہیں ۵۔ حق پرست۔ ذرا پرستی۔ ایو پرستی۔ یوگ کی مزاج ہے۔

جو ایو پر دشا اس نہیں رکھتا اس کو نہ یوگ سیکھنے کا حق ہے اور نہ اس کا خیال اس طرف رجوع ہو سکتا ہے یہ سیکتا ان کے لئے نہیں ہے۔ یہ

نیم کے پانچ اصول ہیں ان کی پابندی شرط ہے۔

ادھیکار تین دیو۔ تین شکستیاں۔ تین گن
تین حالتیں۔ جذبات۔ اہلیت کی عامیت

خصوصیت

سین بین سے جو کچھ۔ تاسوں کہئے دہے
سین بین بوجھے نہیں تاسوں کہئے ملائے

جگیا سو۔ آپ نے یم نیم سمجھا دئے۔ جو یوگ کے پہلے
مرحلے ہیں اور گو ایک آدھ نفظ میں اشارے کے طور پر بتا دیا ہے
میں وضاحت کے ساتھ سننا چاہتا ہوں کہ یوگ کے ادھکاری کون
ہوتے ہیں۔

داتا دیال۔ تمہارے اس سوال سے ہمکو سمجھنے کا ایک نقطہ
مل گیا۔ ہم تم کو کیا کہیں ہم ہر شخص کو یوگ کا ادھکاری سمجھتے ہیں
اور اس نظر سے یوگ بہت وسیع المعنی نفظ بن جاتا ہے بشرطیکہ
بڑے غور و فکر کے ساتھ اس کی مراد کو سمجھ لیا جائے یوگ کا سادھنی
خود بخود نظام قدرت میں ہو رہا ہے یہ ہم نے تم کو بتا دیا۔ بغیر یوگ
کے نظام کائنات کا اہتمام ہی غیر ممکن ہے وہ ایک محیط کل اصول
ہے جو ذرہ ذرہ میں کام کر رہا ہے اور اگر وہ دراصل ایسا ہی ہے
جیسا کہ ہم کہہ رہے ہیں تو خود سمجھتے ہو کہ اس کا ادھکار عام
ہوگا اور اس سے سانس لینے والا ایک بھی مخلوق محروم نہیں ہے

نہ محروم کیا جاسکتا ہے اور کسی میں طاقت ہے کہ کسی کو محروم کر کے
ہاں آج کل یوگ کو صرف محدود معنی میں سمجھ لیا گیا ہے اس
لئے اس محدود نظری سے چاہے اس کو محدود سمجھ لو اور ہم بھی
عمداً مزید تازہ مصلحتاً محدود سمجھ کر محدود چھوڑنے آرمیوں ہی کو اس کا
ادھکاری کہیں گے مگر وہ صرف خاص نقطہ نگاہ کی وجہ
سے ہے۔

جگیا سو۔ حیرت ہے یہ اس سے کیا سمجھوں اور کیا
نتیجہ نکالوں۔

دانا دیال۔ تم اس سے یہ نتیجہ نکالو کہ عام طور پر تو سب
ہی کسی نہ کسی شکل میں یوگ کا سادھن کر رہے ہیں اور اسکی میں
لگے ہوئے ہیں خاص طور پر صرف تھوڑے آدمی نظر آتے ہیں۔
جگیا سو۔ کیسے؟

دانا دیال۔ یہ جگت جس کو تم تر لوکی کہتے ہو۔ مہ تو دیو
جینی تین دیوتا۔ تین شکتیاں تین گن۔ تین جذبات تین
مالت اور تین طرح کے کاروبار کا طبقہ ہے اور اس لئے یہاں
گنا کام سب ہی کر رہے ہیں اور ایسی کے سلسلہ میں یوگ کی مواد اور
ن دشغلی کا شمول ہے۔

جگیا سو۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان تمام تشلیشی اصطلاحات

کی وضاحت کریں جو بھی آپ کی زبان سے نکلے، میں
 دلتا دیال - تریلویر ہما وشنو ہمیش میں برہما پیدا کرنے
 والا شیو سنگھار کرنے والا وشنو پالن پوشن کرنے والا ہے پیدا
 کرنا اپنے اندر سے پیدائش ایجاد اور اختراع کے دھاروں
 کا نکالنا ہے سنگھار کرنا ان کو اپنے اندر کی طرف کھینچنا ہے
 اور پالن پوشن کرنا ان کو ایک خوشگوار حالت میں روک
 رکھنا یا قائم کرنا ہے۔ سوچو! برہما ریچک - شیو پورک - اور
 وشنو کبھک ہے۔

تینوں میں تین خواص ہیں تین شکلیاں گائتری - درگا
 اور لکشمی ہیں ان کے نام برہمانی - روڈانی اور کملائی بھی ہیں
 برہمانی اپنے پیٹ سے سب کو نکالتی ہے روڈانی اندر کھینچ کر سنگھا
 کرتی اور کملائی اکٹھا کر کے رکھتی ہے تینوں کے تین کام ہیں
 سرشتی پرلے اور استھتی آبتنی یا سرشتی ریچک ہے۔ پرلے
 پورک ہے۔ استھتی کبھک تین گن رنج - تم اور ست ہیں
 رنج جدوجہد ہے تم قوتِ جذبہ ہے ست قوتِ جذبہ
 اور جدوجہد کا ایک خوشگوار حالت میں قائم رکھنا ہے
 یہاں بھی ریچک پورک اور کبھک موجود ہے۔ ہر انسان
 کے اندر تین قسم کے جذبات موجود ہیں۔ بڑھنا کھینچنا اور

ٹھہرتا۔ یہاں بھی وہی نظارہ ہے جس کی ہماری زندگی میں
 بدیہی اور فزکی صورت۔ جاگرت۔ سین۔ شہتتی ہے اور سوا
 ریچک پورک اور کبھک کے اور کچھ بھی نہیں ہے ہم اس
 تیشی مضمون پر بہت کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں لیکن
 ہم کو امید ہے کہ یہ مختصر ہی مضمون تمہارے سمجھنے اور خاص
 قسم کے نتیجہ نکالنے کے لئے کافی ہے اگر ان بفظوں پر ہی
 ذرا غور کر کے دیکھو تو تم سمجھ جاؤ گے کہ یوگ کا ہر جگہ عمل
 ہو رہا ہے اور وہ اصول عام اور محیط کل ہے اور جب
 یہ حال ہے تو کون کس کو ادھکار کہے اور کون ان
 ادھکاری۔ کیونکہ خلقت میں سب ہی ریچک۔ پورک
 کبھک کر رہے ہیں خاص مقصد کی نظر سے خاص وقت
 خاص خاص طرح کی قابلیتوں کا خیال کرنا پڑتا ہے
 اور اسی کے خیال سے یوگ کے ادھکار کا درجہ
 قائم کیا جاتا ہے۔ اور وہ کچھ بھی نہیں صرف دلی اور عقلی
 نشوونما کی نظر سے ایسا کہا جاتا ہے جب عامیت کے
 سوال کو نظر انداز کر کے خصوصیت کی مدد قائم کر لی جاتی ہے
 تب ہی الہیت اور قابلیت کا سوال بھی آتا ہے۔
 جگیا سو۔ عامیت کے متعلق تو مجھ کو پوچھنا ہی نہیں

وہ آپ ہو رہا ہے خصوصیت کی نظر سے اس کو بتائے
 داتا دیال۔ وہ ہم تم کو بتا چکے ہیں۔ اول خاص مقصد کی
 تکمیل کا خیال دل میں مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے۔ دوم
 انسان ایشور وادی ہو۔ یعنی ایشور پر بھروسہ یقین اور اعتقاد
 رکھتا ہو۔ کیونکہ ایشور کا خیال اور عقیدہ ہی اعلیٰ درجہ کے اثبات کی
 صورت ہے یوگ نفی کا فلسفہ نہیں ہے بلکہ اثبات کا فلسفہ ہے
 یہہ منتی نہیں بلکہ ایتی ہے جو لوگ نفی کے پہلو کو ہمیش نظر رکھتے
 ہیں ان کو ادمر متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو جگت کو جگت
 اور ایشور کو ایشور سمجھتے ہیں یوگ صرف انھیں کے لئے ہے یہہ
 خصوصیت کی نظر سے اس طرح کہا گیا ہے ورنہ عامیت کے
 لحاظ سے تو سب یکساں ہیں۔ لوگ آسکوں کا فلسفہ ہے آسکوں
 کا نہیں۔ آسک کہتے ہیں۔ اثبات پسند کو اور ناسک کہتے
 ہیں نفی پسند کو ہم ان لفظوں کی مباحث اس طرح کرتے ہیں
 آسک بقاء اور باقی کی طرف رخ کرتے ہیں۔ ناسک فنا اور
 فانی کی طرف متوجہ ہیں۔ یوگ دائمیت کا حامی ہے اس کے
 ہاں صرف بقاء کے مضمون پر دھیان دیا جاتا ہے جو اس جگت
 کو وہم اور خیال بتاتے ہیں یا اس زندگی کے بعد پھر اور کسی
 زندگی کا یقین نہیں رکھتے۔ وہ اس کے ادھکار ہی نہیں

کہے جاتے۔

جگیا سو۔ یہ بھی میرے سمجھ میں آگیا۔ اور اچھا ہوا کہ میں نے اس کو طے کر لیا ورنہ کیا عجب میں اس کو اور قطفوں سے ملاتا ہوا کیل چوتھے کر بیٹھتا۔

آسن اور پرانا نام

آسن مارے کیا ہوا۔ جو من کی گھنٹہ آسن
تیلی کیرا بیل جون۔ گھر ہی کو س بچا س
جوگی جنگم سیوڑا۔ سینا کی درویش
بتا پریم پہنچے نہیں در لہجہ ست گورو دلش
داتا دیباں۔ جب دل سے نفی کے خیالات دور کرنے

گئے اور اثبات کے خیال دل میں بھرے گئے۔ تب آسن کے
درڑھ کرنے کی باری آتی ہے اس سکریت مادہ آسن رہنے اور
بڑنے سے نکلا ہے اس کے دوارتھ میں ایک تو اپنے اندر کسی
روحانی مقام یا مرکز پر ٹھہرتا۔ دوسرا بیٹھنے کی وضع اس
طرح اختیار کرتا کہ زیادہ دیر تک بیٹھا جاسکے۔ اور من کو
کسی قسم کا دکھ یا پریشانی نہ ہو۔ جو شخص آسن کا درڑھ
ہنیں ہوتا وہ یوگ کا سادھن نہیں کر سکتا۔

جگیا سو۔ مگر آسن کا پہلا مطلب تو ہم نے آج ہی

سنا ہے۔ دوسرے لوگ تو صرف بیٹھنے کی وضع ہی کو آسن کہتے ہیں
 دنانا دیال۔ یہ بھی ٹھیک ہے اور وہ بھی ٹھیک ہے۔ دونوں
 ہی مزدوری ہیں پہلا زیادہ مزدوری ہے۔ دوسرے کا درجہ اس سے
 کم ہے اکثر لوگ اصل مطلب کو نہیں جانتے وہ صرف اس دوسرے
 ہی آسن تک اپنے خیال کو محدود رکھتے ہیں اور دھوکہ کھا
 جاتے ہیں جب تک من کے اندر بیٹھنے کے اور ٹہرنے کی جگہ
 نہ مخصوص کر لی جائے۔ تب تک کوئی شخص ابھیاں کیا کر سکا
 محض سانس کے روکنے کیلئے اور خارج کرنے ہی تک تو
 ابھیاں محدود نہیں ہے۔ یہ اتنا پناہ کام ہو گا۔ باخبر
 ہوگی ایسا نہیں کرتے بلکہ پہلے اندرونی مرکز مقرر کر لیتے ہیں اور
 اسی پر چت کو جا کر چپ جا پ بیٹھنے کا جتن کرتے ہیں۔ پہلا
 آسن تو وہ ہوا۔ اب رہ گیا دوسرا آسن۔ اسی کی کئی قسمیں
 ہیں۔ سدھ آسن۔ پدم آسن۔ مور آسن۔ کلو آسن۔ کپال
 آسن۔ شگھ آسن۔ بنیر آسن وغیرہ وغیرہ مگر پہلے تین
 اچھے ہیں باقی اور تمام آسن فضول نہیں تو وہ اس قدر کارآمد
 بھی نہیں ہیں تاہم کسی آسن کو اہمیت دینے کی ضرورت نہیں۔
 جس میں آسانی اور سہولت ہو۔ آدی اس آسن کو دسدھ کرے۔
 جگیا سو۔ اس آسن کے ورژہ کرنے دیکھ لیا ہے۔

داتا دیال۔ اس کا پھل یہ ہے کہ جب دونوں اندرونی
 بیرونی آسن کا ابھیاس کر لیا جاتا ہے۔ تب ابھیاس کی دیر تک جم کر
 بیٹھ سکتا ہے ورنہ وہ برابر پہلو بدلتا رہے گا۔ اور سن بالعموم
 نشیمن ہونے کے وقتاً فوقتاً چھین ہو جائے گا اور حیت کی ورتوں
 کا نرہ دورہ کر سکیگا۔ یہ پہلی بات ہے جو اس راز کو نہیں جانتے
 وہ سخت غلطی کرتے ہیں اور لوگ کے سادھن کی کامیابی
 ان سے دور رہتی ہے جس نے پہلے اندرونی آسن کو بہت
 مضبوط کر لیا ہے اور جم کر بیٹھ سکتا ہے وہ البتہ اس
 بیرونی آسن کے کسی قسم کی وضع پر حادی ہو سکیگا مگر پھر بھی
 مزدورت آتی ہے کہ اس دوسری قسم کے تین آسنوں میں
 سے کسی ایک کو ضرورتاً ترجیح دیکر نچتہ کر لے تاکہ پہلو بدلتے
 کی دقتوں کا خوف نہ رہے۔

جلیا سو۔ آسن کا مضمون تو میں سمجھ گیا۔

داتا دیال۔ جب آسن درڑھ ہو گیا تو پھر اندر کے
 مرکز پر جم کر پرانوں کے روکنے کا جتن کرے تاکہ یہ قابو میں
 آجائیں۔ پران کہتے ہیں سانس کو یہ لفظ سنسکرت مادہ
 ”پر“ پہلے اور ”ان“ چلنے سے نکلا ہے قدرت میں یہ پران
 جلی سمجھنے اور وہارنے کی چیز ہے اوسکی کی حرکت پر جسم اور اس کے

اعضاء کے کاروبار کا دار و مدار ہے یہہ ہر چیز کو متحرک کرتا ہے
اگر یہ رک جائے تو تمام اندریوں کی حرکت خاموش ہو جائے اور
اس میں سکوت اور قرار آجائے اس لئے خاص طریقہ پر اس پران
کے روکنے کا سادھن کیا جاتا ہے اور اس سے یہ مقصود ہے جس
وقت پران رک جائے گا آہستہ آہستہ اس کے روکنے سے چت
کی پینچلنا بھی دور ہو جائے گی۔ اور یوگ کا مقصد حاصل کرنے
میں آسانی اور سہولت ہوگی۔ یہ چت رکا نہیں اور من ٹھہرا نہیں
اور من کے ٹھہرنے سے پھر اس روپ کے عکس دیکھنے اور سمجھنے
اور جاننے میں دقت نہ ہوگی۔ جب تک ہوا تیزی سے چلتی رہتی
ہے تب تک کسی جھیل یا تالاب کے پانی میں لہریں اٹھا کرتی ہیں
اور ان کے پانی کی سطح پر درخت یا کناروں کا عکس نظر نہیں آتا۔
لیکن جہاں ہوا شانت ہوگئی۔ تب آپ ہی آپ ہر شے اس میں دکھائی
دیتی ہے یا ان کے دیکھنے کا امکان ہوتا ہے یوگی اسی دھرم سے
پران کے روکنے کا سادھن کرتے ہیں اسی سادھن کا نام پرانا یا م
کہلاتا ہے یہہ ریچک پورک۔ کبھک کی صورت میں کیا جاتا ہے پورک
کہتے ہیں بھرنے کو (پور) کرنے کو کہتے ہیں۔ ریچک کہتے ہیں خالی
کرنے یا نکالنے کو اور کبھک کا مطلب ہے ٹھہرانے کا یعنی سانس
کو کھینچ کر ٹھہرانا اور پھر اس کو بخارج کرنا۔ یہہ سادھن آہستہ

آہستہ کیا جاتا ہے پہلے ایک ایک دو دو لمحہ کا سادھن ہوتا ہے پھر اس کو بڑھایا جاتا ہے ابھی اس کرنے سے آدمی میں رفتہ رفتہ یہ طاقت آجاتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو کئی گفتوں تک اس کو روک رکھے۔ یہ سادھن شکل بھی ہے اور سہل بھی ہے قدرت میں یہ خود بخود ہو بھی رہا ہے تم سانس لیتے ہو اور باہر سانس چھوڑتے ہو۔ کچھ دیر کے لئے اس کو اپنے اندر روکتے ہو۔ معمولی طور پر نیوگی اگو ہٹ سے کرتے ہیں اور جہاں ہٹ سے کام لیا جاتا ہے وہاں وہ سب یوگ کہلاتا ہے اور جہاں اصل سرن کو سمجھ کر اس سے کام لیا جاتا ہے وہاں وہ راج یوگ کا نام پاتا ہے اس پرانا یام کی فرض اور کچھ نہیں ہے اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے پران کی پختلنا کام میں ہارح نہ ہو۔ پانی میں غوط لگانے والے فطرتاً اس سادھن سے کام لیتے ہیں لیکن ان کو خبر تک نہیں ہے کہ وہ پرانا یام کر رہے ہیں پرانا یام کا اصل مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ چیت کا ورتی کے رکنے اور روکنے میں ہارح نہ ہو۔ اگر یہ بات یوں ہی حاصل ہے جیسا کہ ہم قدرتاً قطعاً ہر قسم کے کاروبار میں کام کرتے رہتے ہیں۔ تو تم یہ سمجھ لو کہ پرانا یام ہوا ہوا ہے اور اگر اسی پرانا یام میں اٹکتے رہے اور اس کو خاص اہمیت دینے کا اتہام کیا گیا تو وہ اٹکاد کا باعث بھی ہو جاتا ہے اور پھر یہ خطرہ سے خالی نہیں ہے

جو شخص اس میں الکا بھر وہ آگے کے مدارج میں نہیں داخل ہوتا اور اس کی ترقی محدود ہو جاتی ہے۔ اصل مطلب تو صرف اتنا ہی ہے کہ سانس کا آنا چت کی ورتی کے نزدیک میں ہارح نہ ہونے پائے اور بس بعض بعض آدمی تو مشکل سے مشکل معمول کے حل کرتے وقت اس قدر اپنے میں محو ہو جاتے ہیں کہ تن بدن کی خبر نہیں رہتی۔ ان کو پہلے ہی سے ان پر ایک قسم کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن جن میں یہ قابلیت نہ ہو۔ ان کے لئے اس ابتدائی زمین پر چڑھنا ضروری ہے وہ اس کے پیچھے لگیں رہیں۔ آسن کے مطلب کو خوب سمجھ لیں بغیر اس کے سمجھے جانے اور پہچانے ہوئے اس کے سادھن کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بغیر اندرونی مرکز پر خیال کے ہڑائے ہاہری خاص وضع پر جم کر بیٹھے ہوئے یہ بے سود ہے دونوں ہی کا علم ضروری ہے اور دونوں ہی سے کام لینا بھی لازمی ہے یہاں جو یوگ کئے بڑے خطرات ہیں وہ میں تم کو سنا تا ہوں۔ یوگ حقیقت میں من کے سادھن اور من کی خاص تا دیب اور تربیت کا سادھن ہے یہ اور نیم میں تو خارجاً ہاہری۔ اور معمولی طور پر اخلاقی اصول کی پابندی سے من کو ہڑایا جاتا ہے آسن اور پرانا یام سے اس کے اندرونی اور بیرونی قسم کے ٹھیک بنائے جاتے ہیں من کو اندر کی جگہ ٹھیک

ریچک پورک کبھیک کرنا اور بات ہے اور پوہی اناشناپ سانس
 کو روکنا ٹھینچنی اور فارح کرنا دوسری بات ہے اگر اس کو ٹھیک
 طور پر سمجھ لیا گیا نہیں تو پھر من پران میں جا کر ٹکا اور وہی مقصد
 بن گیا۔ پھر آگے کیا کیا جائے گا۔ اب سادھن اور ایویاس یا کھل نٹھل
 اور نش پر یوجن ہوتا ہے یہ ابتدائی مرحلہ میں حد درجہ کا خوفناک
 خطرہ ہے اور اگر سمجھ کر نہ کیا گیا تو پھر آگے جو مرحلہ آئیں گے ان
 میں اس سانس کا روکنا۔ فارح کرنا اور ٹھاننا محض ہوگا اور آگے
 بڑھنے نہ دیکھا۔

دیکھا سو۔ میں نے بہت اچھی طرح اس کو سمجھ لیا۔ ورتنا
 تو ہر مخلوق میں اس پرانا یام کے تینوں مرحلہ ریچک پورک
 کبھیک موجود ہیں یہاں تک کہ مودنیات اور جمادات کے
 سانس لینے میں بھی یہی سادھن نظر آتا ہے کسی کسی جانور مثلاً
 کچھوے میں تو اس کی تکمیل کچھ عجیب طور پر نظر آتی ہے۔ مطلب
 تو مطلب سے ہے بات کے بتکر دینا نے اور کسی ایک مرحلہ
 کو زیادہ اور مزدت سے زیادہ اہمیت دے کر اس میں ٹنگ
 رہنے سے بچ سکتا ہے۔ اب آپ آگے تباہے۔

پر تیاہار - دھارنا - دھیان اور سادھی

تن تھر من تھر یجن تھر سرت تھر ہوتے
 کہیں کبیر اس پلک کو - کلپ نہ پاوے سوئے
 دنا دیال - جب یہ بات خوب سمجھ لی گئی اور اندرونی
 مرکز بن گیا اور باہری آسن میں درڑھتا آگئی اور ساتھ ہی یہ بھی
 سمجھ لیا گیا کہ مصروفیت میں اب یہ سانس میں ہارنج نہ ہونگے
 اجمیاسی کسی قسم کا دھیان اور دھیان کی بدھی سیکھ کر اس میں
 توجہ کو قائم کرے - توجہ یوں ایکبارگی نہیں جمے گی - من پھر بھی
 جھل رہے گا اس کی وقتی اس مرکز پر ٹھہر کر پھر پھیلے گی - اور
 اس کو چھوڑے گی مگر اجمیاسی بار بار سادھن میں لگے - وقتی
 کو زبردستی پکڑ کر دھیان کے سادھن میں "دھ" یعنی تصور
 کی شہ میں قائم کرے - جب تک کسی کی عورت کا اپنے اندر دھیان
 کیا جائے گا تو پھر وقتی ٹھہرے گی کہاں؟ چت کی وقتی کو بار
 بار زبردستی مرکز کی طرف لے جا کر ٹکرائنا اور آہی پر جھنے کے لئے
 اس کو مجبور کرتے رہنا پرتیا بار کہلاتا ہے یہہ پرتیاہار سنکرت مادہ
 "پرتی" "آن" پہلے "اٹھری" پکڑنے سے بنا ہے پرتیاہار کسی چیز کو بار
 بار پکڑنے کی کوشش کا نام ہے جس طرح سمندر کی لہریں سمندر میں

شکراتی اور دور بھاگتی رہتی ہیں۔ ویسے ہی یہ چت دھیان کے
 وشیہ میں جا کر وہاں سے پھر دور ہو جاتا ہے اس میں سادھک
 جلدی نہ کرے۔ جلدی کا کام برا ہوتا ہے اور وہ گھبرائے نہیں!
 گھبراہٹ سے اس کی پہلے کی کمائی ضائع ہو جائے گی صبر اور استقلال
 سے کام لے ٹھہرے اور ٹھہرنے کا کوئی سہارا بناتا چلے مرکز
 تو بنائے ایسا مرکز پر جم کر دھیان کے مقصد کے دھارن کرنے
 کا عتقن ہو رہا ہے لوگ حقیقت میں دویت اور ادویت دونوں ہی
 بھکتی جب کی جائے گی دویت بھادہ ہی سے ہوگی۔ سوامی سوک
 کا بھاؤ۔ گورو اور شیشہ کا بھاؤ۔ پریتیم اور پریمی کا بھاؤ ابتدا میں
 دوپنے سے ہی شروع ہوتا ہے۔ ورنہ پھر سادھن کیسا! ہاں جب یہ
 دونوں ملکر ایک ہوں گے تب وہی ادویت پدکھلائے گا۔ یہاں پھر
 وہی خطروں کا سامنا ہے اول تو مرکز بنا کر دھیان اور تصور کرنے
 کا راز نہیں سمجھایا جاتا۔ کوئی کہتا ہے ہم سردیایک کا دھیان
 کریں گے اور کوئی کچھ سمجھتا ہے اور یہ غلط فہمی کا میابی کے راہ
 میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ گورو سوامی پریتیم کا دھیان اصل میں اپنے
 ہی روپ کا دھیان ہے وہ اور کچھ نہیں ہے مگر اس کو سمجھ کر
 کام کرنے سے جلدی کا میابی ہوتی ہے اور بغیر سمجھ ہوئے کام کرنے سے
 عمریں ختم ہو جائیں گی اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا۔ محنت برباد گناہ لازم کا

مصداق ہونا پڑیگا۔ چت کی درتی کو بار بار ٹھہرانا اور یہ خیال کرتے رہنا کہ ہم اب اس کو دھارن کر رہے ہیں پرتیا ہار ہے جب یہہ پرتیا ہار کچھ جیت لیا جاتا ہے اور چت اپنے مخصوص مرکز کے اندر ”دھ“ (دھیان کرنے کی صورتی) کو کچھ پکڑنے لگتا ہے تب اس کا نام دھارنا ہوتا ہے یہ دھارنا سنسکرت مادہ ”دھری“ پکڑنے سے نکلا ہے یہ پرتیا ہار کا پھل ہے اب بار بار کوشش کرنے سے اپنے اندر کوئی شہ دکھائی دینے لگے اس کا دیکھنا اور اس کا جزوی شاکستکار ہونا ہی دھارنا کہلاتا ہے

بگیا سو۔ اس سے یہ پاجاتا ہے کہ اصلی یوگ کا سادھن پرتیا ہار سے شروع ہوتا ہے پہلے کے چار مرحلہ باسکل ابتدائی تھے۔
 داتا دیال۔ ہاں ایسا ہی ہے جن کا چت قدرتا سماعت ہوتا ہے ان کو صرف اسی مرحلہ سے ابتدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور پہلے کے چار سادھن میں اٹکنے یا اٹکانے کی ضرورت نہیں ہے بگیا سو۔ بہت اچھا اب آپ باقی کے مرحلوں کی وضاحت فرمائے۔

وتا دیال۔ جب دہارنا کا اسمعان جیت لیا گیا تو وہی دھارنا صاف اور جھلا دھیان کی صورت میں ظہور کرتا ہے اب با بار چت کی درتی سمیٹنے اور پرتیا ہار کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ دھارنا شاکست

ملی گئی اور یہ سب سے ضروری چیز تھی دہارنا کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ روزانہ بیوہار میں بھی پینتیا بار اور دھارنا ہی کی مدد کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ جو وہاں ہے وہی یہاں ہے صرف خصوصیت اور نوعیت کا فرق ہے اور جیت کا بدلنا ہی مقصود ہے رخ جو باہر کی طرف تھا اس کو اندر کی طرف پھیر دیا۔ پس اتنا ہی فرق ہے اور کچھ نہیں جب یہ دھارنا بہت گہنی ہو جاتی ہے۔ تب اسکی کا نام دھیان ہو جاتا ہے۔ دھیان سنسکرت مادہ ”دھ“ سے نکلا ہے جس کے کئی ارتھ ہیں اول سوچنا۔ دوم بے سحر نیا یاد کرنا چوتھے من میں لانا۔ جب دھارنا پر یو را پورا قبضہ ہوتا ہے۔ تب ذرا بھی تصور کرنے سے جس کا ہم دھیان کرتے ہیں اس کا خود بخود بغیر محنت کے من میں پرکاش ہو جاتا ہے اور جب اس پر کاش کی ادھتھا گہنی ہوتی ہے تو اس کو سادھی کہتے ہیں یہ سنسکرت مادہ ”سم“ (دی اہم) اور ”دھا“ پکڑنے سے نکلی ہے فالص۔ پاک صاف گہری۔ اور محویت کے ساتھ دھیان کا نام سادھی ہے۔ یہ وہ حالت ہے جو ظاہر ا غیر ممکن کو بھی ممکن کر دیتی ہے یہ یوگ کا آخری مرحلہ ہے۔ یہ جیت کی درتی کا مکمل زودہ ہے۔ ایسی میں آتم اور ستھا کا شاکشنگا ہوتا ہے۔ مگر یہاں آکر بھی خطرات ہیں۔ اگر یوگی اپنے جیت کی درتی کا سوائے آتم روپ کے اور کسی پدارتھ سے سنجم کرتا ہے

تو اس میں سدھی اور شکتی آجاتی ہیں اور وہ ان میں بھینس کر پھر باہر
 منکھی ہو جاتا ہے اور یہ سنار نہیں چھوڑتا۔ اس لئے اس سادھی
 کا سخم جب ہوا۔ آتما ہی میں ہو۔ تاکہ شریہ رہتے ہوئے جب کبھی
 اس سے اتھان ہو آتما ہی آتما کا معادہ ہے۔ اس کے اس طرح سادھن
 کرنے سے جب تمام سنگلیپ و کلپ ناپس ہو جاتے ہیں پھر کرم کا
 ڈر نہیں ہے اور

آتم اوتھاپراپت ہو جاتی ہے۔

اور پر کرتی پھر اس کے بھینسانے کا جتن نہیں کرتی۔ اے
 جگیا سو! تو مبارک ہے۔ یہ یوگ ہے اگر تو اس کا سادھن کریگا
 تو جو باتیں میں نے تجھ کو سنائی ہیں وہ اچھی طرح نہ صرف تیرے
 سمجھ میں آجائے گی بلکہ تو اس کی مدد سے سچے انوبوگیان کو حاصل
 کریگا۔ اور مکت ہو کر سنار کے جنم مرن سے چھوٹ جائے گا۔ یہ
 یوگ ایک ہی طرح کا نہیں ہے اس کی بہت قسمیں ہیں۔ مگر یہ آٹھ
 مرحلہ نسب میں ہوتے ہیں۔

پریم دیال فقیر پرنسپل مالوٹا مندر جو شیار پور

مورخہ ۲۷ - جون - ۱۹۷۸ء

ہائے ماں! میں رہ نہ سکا!

ایک عورت تھی وہ ہر وقت منہ سے بری باتیں نکالتی تھی۔ اس کے بچے اس سے بہت تنگ تھے۔ گھر میں ایک شادی تھی اس کو ایک کمرے میں بند کر دیا تاکہ کوئی بُری بات نہ کہے۔ آخر جب رات کو سہرا نہیں لگا تھا۔ اس نے جھانکی میں سے کہا ”سہرا تو چھو کو اس کے سر پر“ وہ مجبور تھی اپنی عادت سے۔ ایسے ہی میں بھی مجبور ہو کر یہ لکھ رہا ہوں۔

جب میں سوچتا ہوں کہ خواب کے خیالات انسان کے جسم پر اثر رکھتے ہیں پسینے میں کسی کو مٹکا مارتے ہو تو تمہارا ہاتھ مل جاتا ہے ڈرتے ہو تو تمہاری زبان بڑبڑاتی ہے تم خیال سے کوئی خیالی خودت بنا لیتے ہو تمہارا بوجھ نکل جاتا ہے تو یہ ثابت ہوا کہ خیال میں بڑی طاقت ہے۔ جب پسینے کا خیال جو ہمارے کس میں نہیں ہے وہ جسم پر اثر کرتا ہے تو اس وقت جو ماحول دلیش نفرت بغض اور حسد کا ہے۔ کرسیوں کے لئے لڑائی گھریو یا سیاسی لڑائی یا جہاتوں میں اپنے لئے بڑائی اور دوسروں کے لئے برائی مذہبی منافرت یہ بھارت و ریش کو کھانسیاگی اس کا نتیجہ کیا ہو یہ میں نہیں کہہ سکتا مگر اچھا نہیں ہوگا۔

میں جانتا ہوں طوطی کی آواز کو نقار خانے میں کوئی نہیں سنتا
 مگر ہائے ماں میں رہ نہ سکا! اپنی عادت کے بس میں آکر یہ تحریر لکھ
 رہا ہوں۔ آتشا کو تباہوں کہ ملک کے مدبر ضیاء پارٹی کا انگریس یاد دہانہ
 ہم امن پسندوں اور بھلے بھلے لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ نہ کھیلیں۔
 چھوٹے آدمی کی نفرت کا خیال چھوٹا دماغ بنانا ہے بڑے آدمیوں کے
 غلط خیالات۔ ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں جس طرح کورو پانڈوں کی
 (CALD WAR) جب وہ بچے تھے جب سے ان کے دلوں میں کدورت
 تھی وہ جہاں بھارت کی لڑائی میں تبدیل ہوئی مجھے ڈر ہے کہ ان موجودہ لیڈروں
 اور نپتھک دنیا والوں کے نفرت اور دوش کے خیالات بہت برا نتیجہ
 پیدا کریں گے۔

میں اپنی آتما سے پوچھتا ہوں کہ کوئی اصل بڑے کا (CRISIS) ہے تو
 سہی! مگر عمل میں لانا مشکل ہے۔ جب سے سورا جیہ ملا ہے میں اپنے
 خیالات ظاہر کرتا ہوں کہ موجودہ ڈیکو کیسی میں یہ جو
 (SYSTEM OF ELECTION) ہے یہ ایک میٹھا نہ ہے
 اس سے سارا ماحول دویش نفرت اور خود غرضی سے بھرا ہوا ہے۔ جیت تک
 (SYSTEM OF ELECTION) تبدیل نہ ہوگا موجودہ نکلیفات
 ختم نہیں ہوں گی۔ اس وقت (AUTO DEMOCRACY)
 کی ضرورت ہے (AUTO DEMOCRACY) کیلئے یہ میں

پہلے کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں۔

سو خیال ہوں کہ کیا کوئی تیری بات سنے گا؟ نہیں! ہاں
مصیبتوں اور تکلیفوں کے بعد شاید سوچیں۔ پھر میں اپنی آتما سے
پرچھتا ہوں کہ تو کیوں چھتا کرتا ہے؟ جو ہونا ہے ہونا ہے! مگر میں
کیا کروں ایک گیڈر پر روانہ میرے چھپے لگا ہوا ہے۔ داتا دیال
جی ہرشی شیوبرت لال جی ہمارا راج نے مجھے ایک خیال دیا تھا۔

تیرا روپ ادبھت اچن تیری اتم دیہی
جگ کلیان جگت میں آیا پر م دیال سیہی

ان کے حکم کی تعمیل میں جگت کلیان کے خیال سے آج
ارٹیس سال سے یہ کام کر رہا ہوں۔ ان دنوں کی آواز پندرہ گٹ
۱۹۴۷ء سے اٹھائی۔ معلوم نہیں! میرے اس کام کا کیا نتیجہ ہوگا
اپنی طرف سے جو فرض داتا دیال جی ہرشی جی ہمارا راج نے مجھ پر لگایا
ہے اس کو پورا کرنے کے خیال سے یہ تحریر پیش کرتا ہوں۔

تقریرت